اس مضمون کو ہم یہین تک ختم کرنا مناسب سمجھتے ہین اور ذیل مین مضمون موعود کو درج کرتے ہین :-

تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت

اسلامی اعتقاد

زمانہ نبوت سے اسوقت تک موجودہ توریت و انجیل وغیرہ کتب سابقہ کی نسبت اہل اسلام کا یہ اعتقاد متوارث چلا آیا ہے کہ ان کتب کے جو احکام منجانب اللہ ہین اور وہ منسوخ یا امم سابقہ سے مخصوص نہین وہ امت محمدیہ کے لئے واجب العمل ہین - ان احکام پر مسلمانون کا عمل احکام قرآن* پر عمل کے ضمن مین پایا جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید جملہ احکام واجب العمل کتب سابقہ کا جامع ہے اور ان سب متنون کی گویا ایک شرح - لہذا احکام قرآن کی تعمیل بعینہ ان کتب کے احکام واجب التعمیل کی تعمیل ہے -

یہ اعتقاد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے اصحاب اور ان سے پچھلے مسلمانون مین سے کسی سے منقول نہین کہ موجودہ توریت و انجیل سے بلاواسطہ قرآن اخذ احکام

* حدیث صحیح بھی قرآن کے حکم مین ہے گو اسمین قطعیت و ظنیت کا فرق ہے لہذا جو حکم حدیث صحیح مین وارد ہے اسکو بھی مسلمان حکم قرآنی سمجھتے ہین اور قرآن کی مثل واجب العمل جانتے - گو مفید یقین و اعتقاد نہین سمجھتے جبتک کہ وہ حد تواتر کو نہ پہنچے - بنا بر علیہ جو حکم شرائع سابقہ حدیث مین بلا انکار منقول ہے وہ بھی گویا قرآن مین ہے +

واجب ہے۔ اور قران کی مانند ان کتب سے تمسک کرنا مسلمانون کا فرض ہے۔ اور حدیہ عمل انسے مروی ہے کہ اونہون نے بلا واسطہ قران ان کتب پر اعتماد کیا ہو۔ اور واقعات وحوادث روزمرہ مین ان کتابون سے فتوی لیا ہو۔

اس زمانہ مین بعض مسلمانون کو یہ خبط پیدا ہوگیا ہے کہ موجودہ توریت و انجیل بلا واسطہ قران واجب العمل ہے اور ان کتب مین اور قران مجید مین بلحاظ عمل و تمسک کوئی فرق نہین ہے۔

اون کا یہ مقولہ ہے کہ "مسلمان ان کتابون کو ویسا ہی پڑھین جیسا کہ قران مجید کو پڑھتے ہین اور ان واقعات وحوادث مین جو اون کو روزمرہ پیش آتے ہین ان کتابون سے فتوی لین اور اخذ احکام کرین جیسا کہ قران سے اخذ احکام کرتے ہین خصوصاً اون مسائل مین جو قران مین نہین ہین اور ان کتب مین موجود ہین"۔

بعض حضرات قران پر یہ مہربانی کرتے ہین کہ ان کتابون کے رتبہ کو رتبہ قران سے کمتر سمجھتے ہین مگر رتبہ حدیث سے بڑھکر یا اوس کے برابر خیال کرتے ہین۔ اون کا یہ مقولہ ہے کہ "جو حکم قران سے نہ ملے وہ ان کتب سے اخذ کیا جائے۔ ان کتب مین وہ حکم نہ ملے تب کتب حدیث سے لیا جاوے اور کم سے کم یہ کہ ان کتب کو کتب حدیث کے برابر سمجھا جاوے"۔

اس مضمون مین ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ یہ دونون خیال ومقال کتاب و سنت وتعامل وتوارث سلف امت کے مخالف ہین اور اعتقاد سبیل حکام کتب سابقہ کی نسبت وہی ہے جو صدر مضمون مین بیان ہوا اور موجودہ توریت وانجیل کے احکام بلا واسطہ قران واجب الاخذ نہین اور ان کتب کا رتبہ بلحاظ عمل بہ صحیح حدیث کے برابر بھی نہین - چہ جائیکہ رتبہ قرآن مجید کے برابر ہو ۔

پس واضح ہو کہ احکام توریت و انجیل وغیرہ کتب سابقہ بلحاظ عمل تین قسم ہین۔

قسم اوّل۔ وہ احکام ہین جنکا واجب العمل ہونا بشہادت قرآن ثابت ہے۔ اس قسم کے دو نوع ہین۔

نوع اوّل وہ احکام جو احکام قرآن کے مطابق ہین یا یون کہین کہ وہی احکام بعینہا احکام قرآن ہین (جیسے احکام متعلق توحید و صفات و اصول اعتقادیات و بعض علی فروعات نا قابل تبدیلات) نوع دوم وہ احکام یا افعال و آثار ہین جنکو کتب و انبیاء سابقین سے قرآن نے نقل کیا ہے اور اون کی تعمیل سے منع نہین کیا اور نہ خاصکر اونکی تعمیل کا حکم دیا ہے بلکہ عام طور پر اوس قسم کے احکام کی پیروی کو ہمارے لئے مشروع کیا ہے (جیسے حضرت داود کا سجدہ توبہ جسکا سورہ ص مین ذکر ہے اور اوسکی پیروی کا حکم سورہ انعام کے اس عام حکم سے کہ "تم انبیاء سابقین کی پیروی کرو" مستنبط ہوسکتا ہے۔

وظن داود انما فتناه فاستغفر ربه و ضرراكعاً واناب سوره ص ۲۶
اولئك الذين هدى الله فبهداهم (سوره انعام ۱۰۶)

اس قسم کے دو نوع مسلمانون مین واجب العمل سمجھے جاتے اور عمل مین آتے ہین۔

نوع اوّل کا عمل مین آنا تو صاف ظاہر ہے کیونکہ مسلمان احکام قرآن کی تعمیل کرتے ہین اور یہ بعینہ ان احکام توریت و انجیل کی تعمیل ہے جو قرآن کے مطابق بلکہ عین احکام قرآن ہین۔ ایسا ہی نوع دوم کا مسلمانون کے عمل مین آنا ظاہر ہے مسلمان گو اس نوع احکام کی تعمیل مین بیان و نقل قرآن کی تعمیل کرتے ہین پیروی توریت و انجیل کا قصد نہین رکھتے مگر اس مین پیروی احکام توریت

خود بخود وہو جاتی ہے -

ان دو نو نوع کی تعمیل کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے اقوال افعال و اقوال ذیل مین پایا جاتا ہے -

صحیح بخاری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل منقول ہے کہ آپ نے فعل حضرت داود علیہ السلام کے موافق سجدہ کیا۔

عن ابن عباسؓ قال ص ليس من عزائم السجود وقد رايت النبي صلى الله عليه وسلم يسجد فيها - (بخاری ص ۱۴۶)

سنن نسائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول منقول ہے کہ حضرت داودؑ نے توبۃً سجدہ کیا تھا ہم اسکے شکریہ مین سجدہ کرتے ہین -

عن ابن عباسؓ ان النبي صلى الله عليه وسلم سجد في ص وقال سجدها داود توبةً ونحن نسجدها شكراً (نسائی ص ۱۶۱)

صحیح بخاری مین حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ کیا سورۂ ص مین سجدہ ہے ؟ آپ نے فرمایا بیشک اوسمین سجدہ ہے - مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نبیون کے فعل کی پیروی سے مامور تھے -

عن مجاهد قلت لابن عباس انسجد في ص فقرء ومن ذريته داود وسليمن حتى اتى فبهداهم اقتده فقال ابن عباس نبيكم ممن امر ان يقتدى بهم - (بخاری ص ۴۸۶ و ص ۶۶۶ وغیرہ)

ان ہی افعال و اقوال سے علمائے اسلام نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ جو فعل یا حکم انبیائے سابقین سے قرآن مین منقول ہو اور کوئی حکم اس کا مخالف یعنے ناسخ ہماری شریعت مین وارد نہو وہ حکم اہل اسلام کے لئے لائق وستاویز ہے -

تفسیر کبیر مین ہے کہ خدا تعالی کے اس قول مین کہ " ان لوگون مینسے ہدایت کی تھی ہم

لاشبہۃ فی ان قولہ اولئک الذین ہدی الله ہم الذین تقدم ذکرہم من الانبیاء ولاشک فی ان قولہ فبہداہم اقتدہ امر لمحمد علیہ الصلوۃ والسلام وانما الکلام فی تعیین الشئ الذی امر الله محمداً ان یقتدی فیہ بہم فمن الناس من قال المراد انہ یقتدی بہم فی الامر الذی اجمعوا علیہ وہو القول بالتوحید والتنزیہ عن کل ما لا یلیق بہ فی الذات والصفات والافعال وسائر العقلیات وقال آخرون المراد الاقتداء بہم فی جمیع الاخلاق الحمیدۃ والصفات الرفیعۃ الکاملۃ من الصبر علی اذی السفہاء والعفو عنہم وقال آخرون المراد الاقتداء بہم فی شرائعہم الا ما خصہ الدلیل وبہذا التقدیر کانت ہذہ الایۃ دلیلاً علی ان شرع من قبلنا یلزمنا۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۶ ج ۴)

اون کی ہدایت کی پیروی کرو" ہدایت یافتہ لوگون سے انبیاء مراد ہین اور اون کی پیروی کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا ہے۔ آن امور کی تعیین مین علماء کا اختلاف ہے جنمین پیروی کا حکم ہوا ہے۔ بعضے کہتے ہین ان امور سے وہ امور مراد ہین جنمین سب انبیاء کا اتفاق ہے (جیسے توحید خدا کا قائل ہونا اور خدا کی ذات وصفات وافعال کو نامناسب اعتقاد وخیال سے پاک سمجھنا) بعض لوگون کا یہ قول ہے ان امور سے جملہ اخلاق حمیدہ اور صفات کاملہ مراد ہین جیسے صبر عفو وغیرہ۔ بعض کا یہ قول ہے کہ ان کے سبہی احکام شریعت مراد ہین بجز ان احکام کے جنکو مستثنی ومخصوص کیا گیا ہے اس قول سوم کے روسے پہلی شریعتین ہمارے لئے واجب العمل ٹہرتی ہین۔

ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین لکھا ہے۔ اور قول سوم کی تائید مین ان احادیث سے استدلال کیا ہے جو بخاری اور نسائی سے منقول ہو چکی ہین ●

صاحب فتح البیان نے کتاب حصول المامول میں اس قول سوم کو (جو حصول المامول میں دوم ہے) اکثر حنفیہ و شافعیہ اور مالکیہ اور ایک جماعت اہل کلام اور امام محمد بن حسن اور ابن حاجب کا قول قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بعض علما نے اسمیں یہ تفصیل کی اور شرط لگائی ہے کہ شریعت سابقین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے معلوم ہو اور وہ امت سابقہ سے مخصوص یا منسوخ نہو اور کہا ہے کہ اس تفصیل کو امام قرطبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور یہ تفصیل اس قول کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ کتب سابقہ میں تحریف وتبدیل کا واقع ہونا معلوم ہو چکا ہے لہذا جس شخص نے ان کتب کے احکام کو واجب العمل کہا ہے اس کی کلام میں یہ قید ملحوظ و ماخوذ ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا"۔

الثانی انه کان متعبدا بالشرع من قبله الا ما نسخ منه وبه قال اکثر الشافعیة والحنفیة وطائفة من المتکلمین واختاره محمد بن الحسن وابن الحاجب وذهب الیه معظم المالکیة الثالث الوقف وفصل بعضهم فقال اذا بلغنا شرع من قبلنا علی لسان الرسول او لسان من اسلم کعبد الله[1] بن سلام وکعب الاحبار ولم یکن منسوخا ولا مخصوصا فانه شرع لنا وممن ذکر هذا القرطبی ولا بد من هذا التفصیل علی قول القائلین بالتعبد لما هو معلوم من وقوع التحریف والتبدیل فالظاهر انهم مقیدون بهذا القید ولا اظن احدا منهم یاباه۔

(حصول المامول ص ۹۶)

(۱) نقل عبد الله بن سلام وامثاله من مسلمی اهل الکتاب لا یجدی نفعا اذا کان اصل الکتاب محرفا فهو کالعدم ان کانوا صادقین فی النقل فانما ینقلون من اصل محرف فقول من اعتبر نقلهم انما صدر من قلة تدبر فلذا لم نتعرض بترجمة هذا القول فی المتن (ایڈیٹر)

کتاب توضیح مین ہے "پہلی شریعتین بعض علما کے نزدیک اہل اسلام کے حق مین

فصل فی شرائع من قبلنا وهی تلزمنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ عند البعض لقوله تعالیٰ فبهدیهم اقتده وقوله تعالیٰ مصدقا لما بین یدیه وعند البعض لا لقوله تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا ولان الاصل فی الشرائع الماضیة الخصوص الا بدلیل کما فی مکان وما ذکروا وهو قوله تعالیٰ فبهدیهم اقتده وقوله تعالیٰ مصدقا لما بین یدیه فذلك فی اصول الدین وعند البعض تلزمنا علی انه شریعة لنا لقوله تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا الایه والارث یصیر ملکا للوارث مخصوصا به فنعمل به علی انه شریعة لنبینا محمد صلی الله علیه السلام لقوله علیه السلام لو کان موسی حیا لما وسعه الا اتباعی وما ذکروا غیر مختص بالاصول بل فی الجمیع علی ان النسخ لیس تغییرا بل هو بیان لمدة الحکم والمذهب عندنا هذا لکن لما یبق الاعتماد علی کتبهم للتحریف شرطنا ان یقص الله علینا

واجب العمل ہین جب تک کہ ازانجملہ کسی حکم کے منسوخ ہونے پر کوئی دلیل قایم نہو۔ اسپر وہ یہ قول خداوندی دلیل پیش کرتے ہین۔ "اے رسول تو اون انبیا علیہم السلام کی ہدایت کی پیروی کر" اور یہ قول کہ "قرآن اگلی کتابون کی تصدیق کرتا ہے"

بعض علما کا یہ قول ہے کہ ہماری لئے ان شریعتون کی پیروی واجب نہین ہے کیونکہ خدا یتعالے نے فرمادیا ہے کہ "ہمنے تم مین سے ہر ایک کے لئے ایک ایک شریعت بنادی ہے" اور یہ بھی اسکی وجہ ہے کہ پہلی شریعتین خاص خاص اوقات اور مکانون کے لئے مخصوص رہی ہے اور اون اقوال خداوندی مین جنسے پیروی کا لزوم ثابت کیا جاتا ہی اصول اعتقادی (توحید وغیرہ) مراد ہین نہ فروعات عملی۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ وہ شریعتین ہمارے لئے واجب العمل ہین مگر اس اعتقاد سے کہ وہ پہلون کی شریعتین ہین بلکہ اس اعتقاد سے کہ وہ اب ہمارے لئے شریعتین بن گئی ہین۔ کیونکہ

من غیر انکار •

(توضیح ص ۲۳۶)

خدا تعالے نے فرمایا کہ "پھر ہمنے کتاب کا وارث اون لوگون کو بنایا جنکو چن لیا" (یعنے مسلمان کیا) اور جو چیز کسی کی وراثت مین آتی ہے وہ اُسکے مالک ہوجاتی ہے (یعنے مورث کے مالک نہین رہتی۔ لہذا ہم ان شریعتون پر اس اعتقاد سے عمل کرینگے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہے۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ "اگر اسوقت موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے پیرو ہوتے" اور جو انہون نے کہا ہے کہ پہلی شریعتین ہماری شریعت ہے وہ صرف اصول دین سے مخصوص نہین ہے بلکہ بہی احکام کو شامل کیا ہے جسمین فروعات بھی داخل ہین۔ از انجملہ بعض احکام منسوخ ہوگئے ہین تو اس سے شریعت بدل نہین گئی بلکہ اُن احکام کی مدت تعمیل بیان ہوئی ہے۔ ہمارے نزدیک مذہب حق یہی (قول سوم) ہے لیکن اس مین یہ شرط ضروری ہے کہ ان شریعتون کا علم ہمکو خدا تعالی کے بیان سے (قران مین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر) ہو۔ یہود و نصاری کی موجودہ کتب سے ان شریعتون کا علم ولقین حاصل نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ان کتابون مین تبدیل وتحریف ہوچکی ہے۔ لہذا ان کتابونکی نقل وبیان پر اعتماد نہین رہا"۔ ان عبارات حصول المامول اور توضیح مین جو تحریف کا ذکر ہوا ہے اوسکا تفصیلی ثبوت عنقریب دیا جائیگا۔

ان **اقوال** وآثار سے **بخوبی ثابت** ہے کہ احکام قسم اول کے دو نو نوع کی اہل اسلام بخوبی تعمیل کرتے ہین مگر تعمیل احکام قران کے ضمن مین یا قران کی نقل وشہادت سے اس تعمیل مین وہ موجودہ توریت وانجیل سے بلا واسطہ تمسک نہین کرتے اور نہ اُن کو اس لائق سمجھتے ہین۔

اس امر کی تائید مین ہم امام رازی کا ایک اور بھی قول نقل کرنا مناسب محل خیال کرتے ہین۔ امام رازی اپنی کتاب **محصول** مین فرماتے ہین۔ اس دعوی

الحجة الثانية انه عليه السلام لو كان متعبدا بشرع من قبله لوجب على علماء الاعصار ان يرجعوا في الوقائع الى من قبله ضرورة ان التاسي به واجب وحيث لم يفعلوا ذلك علمنا بطلان ذلك الحجة الثالثة لو كانت تلك الكتب حجة علينا لكان حفظها من فروض الكفايات كما في القران والاخبار ولرجعوا اليها في مواقع اختلافهم حين اشكل عليهم كمسئلة العول وميراث الجدة والمفوضة وبيع ام الولد وحد الشرب والزنا في غير السنة ودية الخنثى والرد بالعيب بعد الوطي والتقاء الختانين وغير ذلك من الاحكام ولما لم ينقل عن واحد منهم مع طول اعمارهم وكثرة وقائعهم واختلافاتهم مراجعة التوراة لاسيما وقد اسلم من احبارهم من تقوم الحجة بقولهم كعبد الله بن سلام وكعب وهب وغيرهم ولا يجوز القياس الا بعد الياس من الكتاب وكيف يحصل الياس قبل العلم فدل على انه ليس بحجة الحجة الرابعة انه عليه السلام صوب معاذا على حكمه

کہ پہلی کتابون کا اتباع ہم پر واجب نہیں ـ

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان شریعتون کی (یعنے جو ان کتابون مین پائی جاتی ہے) پیروی کرتے تو علما ہر زمانہ پر یہ امر واجب قرار پاتا کہ وہ اپنے واقعات اور حوادث پیش آمدہ مین ان کتابون کی طرف مراجعت کرین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل کی پیروی انپر واجب ہے اور جب اونہون نے یقیناً ایسا نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی وقوع مین نہین آیا ـ پس ان کتابون کا واجب العمل ہونا باطل ہوا ـ

تیسری دلیل ـ اگر وہ کتابین ہمارے لئے لایق دستاویز ہوتین تو ان کتابونکو یاد کرنا ہمارے لئے فرض کفایہ ہوتا جیسا کہ قران و حدیث کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے اور نیز علما باہمی اختلاف کے موقعون پر ان کتابون کی طرف رجوع کرتے جب انکو بعض مسائل مین اشتباہ ہوا تھا جیسے عول کا

باجتهاد نفسه اذا عدم حکم الحادثة فی الکتاب والسنة ولوکان متعبدا بحکم التوراة کما تعبد بحکم الکتاب لم یکن له العمل باجتهاد نفسه حتی ینظر فی التورية والانجیل فان قلت ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لم یصوب معاذا فی العمل بالاجتهاد الا اذا عدم فی الکتاب والتورية کتاب ولانه لم یذکر التورية لان فی القرآن آیات دالة علی الرجوع الیها کما انه لم یذکر الاجماع لهذا السبب قلت الجواب عن الاول من وجهین الاول انه لا یفهم من اطلاق الکتاب الا القرآن فلا یحمل علی غیره الا بدلالة الثانی انه لم یعهد من معاذ قط تعلم التورية والانجیل والعنایة بتمییز المحرف منهما عن غیره کما عهد منه تعلم القرآن وبه ظهر الجواب عن الثانی (محصول رازی)

مثلاً عول (اور جدہ و زن مفوضہ[1] کی میراث اور ام ولد کی) بیع اور شراب کی حد۔ اور مخنث کی وثیقہ۔ اور زرخرید کنیزک عیبدار کا ہم بستری کے بعد واپس کرنا اور مباشرت بلا انزال سے غسل کا واجب ہونا وغیرہ وغیرہ اور یہ امر کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اونہون نے اپنی تمام عمر مین باوجود کثرت وقعات اور باہمی اختلافات کے توریت کی طرف رجوع کیا ہو خاصکر اسحالت مین جبکہ یہودیون کے علما مسلمان ہوگئے تھے (جیسے عبد اللہ بن سلام اور کعب احبار اور وہب بن منبہ جنکے اقوال بیان احکام توریت مین لائق سند تھے) یعنے انکی ذریعہ سے رجوع آسان تھا۔ پھر نہوا اور ان مسائل مین اونہون نے اپنے ہی قیاس کی طرف رجوع کیا۔ جو حکم کتاب اللہ کو جو وسے مایوسی کے بعد جائز ہوتا ہے اور مایوسی کتاب اللہ کو سیکھنے کے پہلے ہو نہین سکتی جب اونہون نے ان کتابون کو نہین سیکھا اور نہ اون کا حکم پوچھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اونہون نے ان کتابون کو لائق دستاویز نہین سمجھا۔

[1] وہ عورت جسکا مہر بوقت نکاح مقرر نہوا ہو اور اسکے شوہر نے قبل از ہم بستری وفات پائی ہو۔

چوتھی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ کے اس قول کو کہ "مین کتاب اللہ اور سنت مین کوئی حکم نہ پاؤنگا تو اپنے اجتہاد سے فتویٰ دونگا" پسند کیا۔ اور اگر اونکو توریت کی پیروی کا حکم ہوتا تو اون کا اپنے اجتہاد پر عمل کرنا جائز نہوتا جب تک کہ توریت وانجیل کو دیکھ نہ لیتے۔ اس دلیل پر اگر یہ اعتراض ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو تب ہی اجتہاد کی اجازت دی ہے جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ ملے اور توریت بھی تو کتاب اللہ ہے۔ دوسرا اعتراض توریت کا صاف نام اونہون نے اسلئے نہین لیا تھا کہ توریت کی طرف رجوع کرنے کا حکم قران مین آچکا ہے۔ لہذا قران کی طرف رجوع کرنا خود توریت کی طرف رجوع دلاتا ہے تو پہلے اعتراض کا جواب دو وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ (مسلمانون مین) لفظ کتاب اللہ بے قید بولا جاتا ہے تو اس سے قران مراد ہوتا ہے۔ لہذا اس سے توریت وانجیل بلا دلیل مراد نہین ہوسکتی۔ وجہ دوم یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل سے کہین ثابت نہین ہوا کہ اونہون نے توریت و انجیل کو سیکھا سیا اون کے غیر محرف احکام سے محرف احکام کی تمیز کی ہو جیسا کہ قران کا پڑھنا اور سیکھنا اُن سے بخوبی ثابت ہے۔ اس وجہ سے دوسرے اعتراض کا جواب بھی ادا ہوا کہ موجودہ توریت وانجیل کی طرف ہر بات مین رجوع کرنے کا قران مین حکم ہوتا تو حضرت معاذ ان کتابون کو پڑھتے اور سیکھتے اور ان کی طرف کبھی تو رجوع کرتے"۔

اس بارے سے ہماری بیان کی پوری تائید ہوتی اور یہ بات بخوبی صاف ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانون کا عمل جو قسم اول کے دو نوع پر پایا جاتا ہے وہ بضمن احکام قران یا بواسطہ نقل وبیان قران پایا جاتا ہے۔ یہ کتابین بلا واسطہ مسلمانون مین لائق عمل وتمسک نہین سمجھی گیٔن۔

قسم دوم۔ وہ احکام ہین جو احکام قران کے صریح مخالف ہین۔ یہ احکام بھی

دو نوع ہین۔

نوع اول ۔ وہ احکام جن کو کتب یا انبیاء سابقین سے قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

نوع دوم ۔ وہ احکام جو توریت وانجیل مین موجود ہین۔

اس قسم کی نوع اول کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ ان احکام کو احکام قرآن نے منسوخ کر دیا ہے اور اب اون کی تعمیل کا وقت نہین رہا۔

تجویز نسخ پر جو عیسائی لوگ اعتراضات کرتے ہین وہ جداگانہ ہین جن کا جواب اہل اسلام اون کو دے چکے ہین اس تجویز سے مسلمانون سے ترک عمل کا الزام تو دور

٭ تجویز نسخ پر عیسائی ایک یہ عقلی اعتراض کرتے ہین کہ حکام سلطنت کسی حکم کو تب ہی منسوخ کرتے ہین جبکہ وہ سہین کوئی نقصان مشاہدہ کرتے ہین جبکہ وہ بوقت تجویز حکم علم نہین رکھتے اور یہ امر خدای تعالی کی شان مقدس کے مخالف ہے۔ دوسرا یہ نقلی اعتراض کہ حکام توریت کی نسبت انجیل متی باب ۵ - آیت ۱۷ مین صاف کہا گیا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہون منسوخ کرنیکو نہین بلکہ پورا کرنیکو آیا ہون (۱۸) کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جبتک کہ آسمان زمین ٹل نجاوین توریت کا ایک نقطہ یا شوشہ نہ ٹلے گا" پھر کیونکر ممکن ہے کہ احکام توریت احکام قرآن سے منسوخ ہون۔

اہل اسلام اعتراض اول کا یہ جواب دیتے ہین کہ خدایتعالی کا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرنا حکام سلطنت کے نسخ کی مانند نہین ہے جنکو اپنے قانون کی تاثیر کا علم پہلے سے نہین ہوتا - بلکہ وہ نسخ اون ظاہری تبدیلات حکیم حاذق کی مانند ہے جنکو اپنی تجویزات اور ادویہ کی تاثیر کا پورا علم ہوتا ہے پر وہ تبدلات مزاج مریض سے

ہوا۔ کیونکہ کسی عمل کا تارک وہی شخص کہلاتا ہے جو اس عمل کا مجاز و مامور ہو۔ اور جو شخص کسی عمل سے اپنے آپکو ممنوع (روکا گیا) خیال کرے وہ اسکی ترک سے تارک نہین کہلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قرآن کے تارک العمل نہین کہلاتے ہین۔ باوجودیکہ بعض احکام قرآن کو منسوخ سمجھکر وہ عمل مین نہین لاتے۔

اور اس قسم کے نوع دوم کی نسبت اوّل تو مسلمانون کو یہ شک ہے کہ شاید اس نوع مین یہود و نصاریٰ کی تحریف و تبدیل کا دخل ہو۔ لہذا وہ اس نوع کی نسبت بہی اعتقاد رکہتے ہین جو قسم سوم کی نسبت بیان ہوگا اور بفرض تسلیم اس امر کے کہ وہ احکام منجانب اللہ ہین یہود و نصاری کی تحریف کا انمین دخل نہین ہے ان احکام

کی رعایت سے اُن تجویزات دادویہ مین بظاہر تبدیلیان کرتا ہے (جو صرف مریض کی نظر مین تبدیلات دکہائی دیتی ہین۔ حکیم کے علم و قرارداد مین تبدیلات نہین ہوتین) مثلاً جب حکیم حاذق ایک بیمار کو صفراوی بخار مین مبتلا دیکہتا ہے تو اوسکے حق مین یکبارگی یہ تجویزین ٹہرالیتا ہے کہ پہلے اسکو مبردات استعمال کراونگا۔ پہر منضج پلاونگا اسکے بعد مسہل دونگا۔ اسکے بعد کونین وغیرہ کہلاونگا ان تجویزات کے مطابق پہلے وہ اسکو سکنجبین وغیرہ پلاتا ہے پہر اسکو منسوخ کرکے نیفشہ وغیرہ کا نقوع دیتا ہے پہر اسکو منسوخ کرکے سنا وغیرہ کا سفوف دیتا ہے پہر اسکو [illegible] کرکے کونین کہلا دیتا ہے۔ اسکے بعد شربت لیمون وغیرہ پلا دیتا ہے۔ اس معالجہ مین گو مریض کی نظر مین حکیم نے چند تبدیلیان کی ہین مگر اوسکے علم و قرارداد مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی ہے۔ یہ ظاہری تبدیلات پہلے سے اوسکے علم مین مقرر تہین اور اون کا ظہور تبدلات مزاج مریض کے مطابق اور مناسب حال ہوا ہے ان تبدیلات کے سبب سے اوس حکیم کو

کی نسبت بھی وہ فسخ کا اعتقاد رکھتے ہین جیسا کہ نوع اول کی نسبت رکھتے ہین اور اسوجہ سے وہ اس نوع کے احکام کے بھی تارک نہین کہلا سکتے۔

قسم سوم ان کتابون کے وہ احکام ہین جنکی تصدیق یا مخالفت سے قران اور صاحب قرآن آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ساکت ہین۔ ان احکام کی نہ قران یا حدیث مین تائید و موافقت پائی جاتی ہے نہ رد و مخالفت اس قسم کی **نسبت** مسلمان یہ شرطی و اجمالی **اعتقاد** رکھتے ہین کہ اگر وہ احکام منجانب اللہ ہین تو ہمنے اون کو مانا اور انکے موقعہ پر اون کا واجب العمل ہونا تسلیم کیا۔

اس **اعتقاد** کی **ہدایت** انکو **آنحضرت** صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین یہ حدیث مروی ہے کہ یہودی مسلمانون کو عبرانی مین توریت پڑہکر سناتے اور عربی مین اوس کا ترجمہ کرکے اوس کا مطلب سمجہاتے تھے۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم نہ اہل کتاب کی تصدیق

عن ابی هريرة قال كان اهل الكتاب يقرؤن التورىة بالعبرانية و يفسرونها بالعربية لاهل الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا امنا بالله وما انزل الية

(بخاری ص ۶۴۴-۱۰۹۴-۱۱۲۵)

کوئی نہین کہہ سکتا کہ اوسنے اپنے پہلے نسخہ مین کوئی نقصان دیکہا تب اوسکو بدلا۔ پہلے سے اوسکو اس نقصان کا علم نہ تہا۔ ہوتا تو وہ پہلے سے وہ نسخہ تجویز کرتا جو اخیر تجویز کیا۔

دوسرے اعتراض کا جواب اہل اسلام یہہ دیتے ہین کہ بعض احکام توریت کو (جیسے سبت کی تحریم و ختنہ وغیرہ وغیرہ) انجیل والون نے خود بدل دیا ہے۔ دیکہو (پیدایش باب ۲۔ آیت ۳ و باب ۹۔ آیت ۱۲ و ۱۳ آیۂ خروج باب ۔

کرو اور نہ تکذیب۔ اور یہ کہو کہ ہم اسپر ایمان لائے۔ جو خدا تعالی کی طرف سے اتار گیا ہے۔

امام احمد و بزار وغیرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توریت کا عربی ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے پڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھا کرو وہ خود گمراہ ہو گئے ہین تمکو کبھی ہدایت نہ کرین گے (ان سے تم پوچھوگے تو) حق کی تکذیب کروگے (یعنے اگر حق بات کو نہ مانا) یا ناحق کی تصدیق کروگے (یعنے اگر جھوٹی باتون کو مان لیا)"۔

واحمد والبزار واللفظ له من حديث جابر قال نسخ عمر كتابا من التورية بالعربية فجاء به الى النبي صلى الله عليه وسلم فجعل يقرء ووجه النبي صلى الله عليه واله وسلم يتغير فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسئلوا اهل الكتاب عن شئ فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا وانكم اما ان تكذبوا بحق او تصدقوا بباطل والله لو كان موسى بين اظهركم ما حل له الا اتباعي (قسطلانی شرح بخاری صفحہ ۱۵۳ ج ۱۰)

آیت ۱۱ و احبار باب ۱۲۔ آیت ۳ جن مین سبت و ختنہ کے احکام ہین۔ اور اعمال ۱۵ باب آیت ۲ سے ... ۔ و قلسیون باب ۲۔ آیت ۱۴ جن مین ان احکام کو منسوخ کیا گیا ہے پس جو اس تبدیلی کا جواب انجیل کی طرف سے ہے وہی قرآن کی طرف سے ہے۔ بعض عیسائی اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ ان تبدیلات مین انجیل نے احکام توریت کی تکمیل کی ہے نہ محض تبدیل یہی جواب قرآن کی طرف سے دیا جاسکتا ہے کہ قرآنی تبدیلات مین احکام سابقہ کی تکمیل ہوئی ہے۔

اِس ارشادِ ہدایت بنیاد کی وجہ یہ ہے چنانچہ مجمع البحار وغیرہ مین لکھا ہے کہ ان کی کتابون مین تحریف و تبدیل واقع ہو چکی ہے - لہذا جن باتون کی قرآن یا حدیث مین تصدیق یا مخالفت پائی نہین جاتی - ان کی نہ تصدیق مناسب ہے کیونکہ شاید وہ انکی بناوٹی اور محرف باتین ہون اور نہ انکی تکذیب مناسب ہے کیونکہ شاید وہ منجانب اللہ اور غیر محرف ہون ان باتونکی نسبت یہی شرطی اجمالی ایمان تسلیم مناسب ہے کہ اگر وہ باتین منجانب اللہ ہین تو ہمارا اُن پر ایمان ہے نہین تو نہین

> وح لا تصدقوا اھل الکتاب فلعلہ ماھو محرف ولا تکذبوھم فلعلہ حق بل قولوا امنا بجمیع ما انزل فالکان حقا یدخل فیہ والا لا -
>
> (مجمع البحار ج ۲ ص ۲۳۹)

ان کتابون مین تحریف کے وقوع اور وجود سے قرآن مجید نے خود خبر دی ہے - ایک آیت مین ارشاد ہوا ہے "(مسلمانو!) کیا تمہین یہ امید ہے کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہاری تصدیق کرین گے - اون مین تو ایسے لوگ ہین جو خدا کا کلام سنتے تھے پھر جان بوجھکر اونکو بدل ڈالتے تھے"-

> افتطعمون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون -
>
> (بقرہ رکوع ۹)

تصرف تبدیل :-

نامہ نمبر ۳ صفحہ ۶۹

جس مہربان دوست کی پاسخاطر سے یہ مضمون لکھا گیا ہے وہ اس امر کا قایل ہے کہ بعض احکام توریت احکام قرآن سے منسوخ ہو گئے ہین - اسوجہ سے ہم اس بحث مین زیادہ تفصیل ضروری نہین سمجھتے - اور حضرات عیسائیون کی تسلی تو ہم سے پہلے مولفین کتب مناظرہ اہل کتاب بخوبی کر چکے ہین - لہذا انکی خاطر

ایک اور آیت مین ارشاد ہے اون کے لئے خرابی ہے جو اپنے ہاتھون سے

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

(بقرہ رکوع ۹)

تاب (آیات والفاظ کتاب) لکھتے ہین پھر یہہ کہتے ہین کہ یہ خدا کی طرف سے ہین تاکہ اُسپر تھوڑا (دنیاوی) مول لین۔

ایک اور آیت مین ارشاد ہے۔ "یہود ان مین ایسے لوگ ہین جو خدا کے بول

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا۔

(نساء ع ۷)

یعنے آیات وکلمات) کو اپنے ٹھکانے سے بدل دیتے ہین اور مُنہ سے کہتے ہین ہمنے سُنا اور دل سے کہتے ہین ہمنے نہین مانا"۔

ایک اور آیت مین ارشاد ہے "یہودیون کی عہدشکنی کے سبب ہمنے اونکو

فبما نقضھم میثاقھم لعنھم وجعلنا قلوبھم قسیۃ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ولا تزال تطلع علی خائنۃ منھم الا قلیلا منھم۔

(مائدہ ۳ رکوع)

پھٹکارا اور اون کے دلون کو سخت کردیا ہے وہ خدا کے بول اپنے ٹھکانے سے بدلتے ہین اور نصیحت سے فائدہ لینا بھول گئے ہین تو ہمیشہ اون کی خیانت (یعنے کتاب مین ادل بدل) دیکھتا رہے گا۔ بجز تھوڑے لوگون کے ان مین سے"۔

ایک اور آیت مین ارشاد ہے یہودیون مین بعض جاسوسی کرتے ہین

← بھی یہ تفصیل ضروری نہین وہ ان کتابون کو ملاحظہ فرمائین اور انکی دلائل کا جواب دین اگر کچھ عذر رکھتے ہین۔

66 کی خو اللّٰی یہاں پر ختم ہے۔

ومن الذین هادوا سمعون للکذب سمعون لقوم آخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعه
(مائدہ ۵ - رکوع ۶)

جھوٹ بولنے کو - وہ جاسوس ہین دوسرون کے جو تیرے پاس نہین گئے - وہ خدا کے بول بدل ڈالتے ہین اوس کی جگہ مقرر ہونے کے بعد۔

اس تحریف کے باب مین اکثر علماء اسلام کا یہی قول ہے کہ اس سے تحریف لفظی و معنوی دونو مراد ہین - اہل کتاب نے اپنی کتابون کے بعض الفاظ کو بھی بدل دیا ہے جیسا کہ اون کے معانی مین باطل تاویلین کی ہین بعض علماء کا یہ قول ہے کہ ان کتابون مین صرف معنوی تاویلین ہوی ہین یعنے اہل کتاب نے توریت و انجیل کے معانی و مراد کو تاویل باطل سے بدل دیا ہے - اُنکے الفاظ مین تصرف نہین کیا۔

اس قول دوم کے قائل ایک امام بخاری ہین جو اپنی کتاب صحیح کے خاتمہ

قال ابن عباس یکتب الخیر والشر - یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب الله ولکنهم یحرفونه یتاولونه علی غیر تاویله -
(بخاری ص ۱۱۲۷)

مین حضرت ابن عباس سے ایک اور لفظ (''رقیب'') کی تفسیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہین کہ ''یحرفون'' بمعنے ''یزیلون'' ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابون سے کچھ نکال ڈالتے یا مٹا دیتے

اسکے بعد آپ فرماتے ہین کتاب اللہ کے الفاظ کو کوی شخص کتاب سے نکال نہین سکتا - اونکے ازالہ سے یہی مراد ہے کہ وہ لوگ اسمین ایسی تاویل کرتے جو درحقیقت اُسکی تاویل و مراد نہوتی''۔

دوسرا قائل اس قول دوم کا حضرت ابن عباس کو بنایا گیا ہے - اور امام بخاری کا یہ قول اخیر حضرت ابن عباس کا قول ٹھرایا گیا ہے - اور حقیقت مین یہ

صرف اشتباہ یا مغالطہ ہے یہ قول بخاری کا اپنا قول ہے۔ ابواب مین ابن عباس کا قول ہے تو صرف اسی سے پہلا قول ہے کہ "یحرفون" بمعنے "یزیلون" ہے جس سے بلا تکلف تحریف لفظی مراد ہو سکتی ہے اور اسکی تفسیر صریح وصحیح یہ بن سکتی ہے کہ اہل کتاب الفاظ توریت کو توریت سے نکالدیتے تھے اور انکی جگہ اور الفاظ اپنی طرف سے لکھ دیتے۔ اسپر ایک روشن دلیل یہ ہے کہ یہ بات حضرت ابن عباس نے صاف اور صریح کہدی ہے۔ چنانچہ اسی صحیح بخاری کی کتاب التوحید وکتاب الاعتصام وکتاب الشہادت وغیرہ مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اونہون نے مسلمانون سے

> ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین کیف تسئلون اهل الکتاب عن شیء وکتابکم الذي انزل علی نبیکم احدث الاخبار بالله محضا لم یشب وقد حدثکم الله ان اهل الکتاب بدلوا کتاب الله وغیروه وکتبوا بایدیهم الکتب وقالوا هو من عند الله لیشتروا به ثمنا قلیلا اولا ینهکم ما جاءکم من العلم عن مسئلتهم لا والله ما راینا منهم رجلا یسئلکم عن الذي انزل علیکم۔
> (بخاری ص ۳۶۹-۱۰۹۴-۱۱۱۲)

مخاطب ہوکر فرمایا ہے تم اہل کتاب سے کیونکر کچھ پوچھتے ہو۔ حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے نبی پر نازل ہوی ہے خدا کی طرف سے وہ پیچھے کر یا نئی آئی ہے۔ وہ خالص ہے۔ اسمین کچھ ملونی نہین ہوی اور اہل کتاب کی نسبت خدا نے تمکو یہ خبر دی ہے کہ اُنہون نے اپنی کتابونکو بدل دیا ہے۔ اپنے ہاتھون سے کچھہ لکھا اور کہدیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسکے بدلے تھوڑا مول لین کیا جو تمکو خدا نے علم دیا ہے وہ اہل کتاب کے استفسار سے تمکو مانع نہین ہے ؟ بخدا اُن مین کوئی ایسا نہین ہے جو تمہارے دین کی بات تم سے پوچھتا ہو (یعنے پھر تم اُن کے دین کی باتین اُن سے کیون پوچھتے ہو۔)

اِس قول مین حضرت ابن عباس سے صاف ثابت ہے کہ خالص اور بلا ملونی

صرف قران مجید ہے - اور پہلی کتابون مین اہل کتاب مکئے اول بدل کی بھی ملونی ہے -
جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ وہ قول امام بخاری کا اپنا قول ہے حضرت ابن عباس
کا وہ قول ہرگز نہین ہوسکتا - اور اِس قول کی دستاویز سے ابن عباس کو قایل تحریف
معنوی بنانا اشتباہ و مغالطہ ہے وبس -

تنبیہ قایل قول دوم کا امام رازی کو بنایا گیا ہے جسکا منشا یہ ہے کہ امام رازی نے
بعض آیات قران مین (جن مین تحریف اہل کتاب کا بیان ہے) تحریف معنوی کا
مراد ہونا بیان کیا اور اسکو اصح کہا ہے - اس سے بعض لوگون نے یہ سمجھ لیا کہ امام
صرف تحریف معنوی کے قایل ہین اور ایسا سمجھنے مین اُنہون نے دھوکا کھایا اور یہ
خیال نکیا کہ اور آیات کی تفسیر مین امام نے کیا فرمایا ہے - بیشک امام نے بعض
آیات قرآن کی تفسیر مین (جن مین تحریف معنوی کی طرف اشارہ ہے) تحریف
معنوی کا مراد ہونا بیان کیا اور اُسکو اصح کہا ہے - مگر جن آیات مین اہل کتاب
کی تحریف لفظی کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے اونکی تفسیر مین تحریف لفظی کا بخوبی
اثبات کیا اور اُسکو بہتر قرار دیا ہے
الغرض جس آیت سے جو مفہوم ہوا اُسکی تفسیر مین اسکا اثبات کیا - جن لوگون
نے امام کی ایک کلام مثبت تحریف معنوی کو دیکھ کر اونکو صرف تحریف معنوی کا
قایل قرار دیا ہے اُنہون نے سخت دھوکا کھایا ہے اور اس مصرعہ کا مصداق
بنکر دکھا دیا ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء
ہم اسمقام مین امام رازی کے وہ اقوال نقل کرتے ہین جن مین اُنہون نے
تحریف لفظی کا اثبات کیا اور اُسکو بہتر قرار دیا ہے -
آیت سورہ بقرہ کی تفسیر مین **آپ نے فرمایا** ہے کہ یہ تحریف لفظ مین
ہے یا معنی مین دلیکن لفظی تحریف کی تجویز معنوی تحریف کی تجویز سے بہتر ہے

قال القاضی ان التحریف اما ان یکون فی اللفظ او فی المعنی وحمل التحریف علی تغییر اللفظ اولی من حملہ علی تغییر المعنی لان کلام اللہ تعالی اذا کان باقیا علی جھتہ وغیروا تاویلہ فانما یکونون مغیرین لمعناہ لا لنفس الکلام المسموع فان امکن ان یحمل علی ذلک کما روی عن ابن عباس "من انھم زادوا فیہ ونقصوا" فھو اولی وان لم یمکن ذلک فیجب ان یحمل علی تغییر تاویلہ وان کان التنزیل ثابتا۔
(تفسیر کبیر صفحہ ۷۵ جلد ۱)

کیونکہ اگر کلام الٰہی اپنی اصلی صورت پر باقی رہے اور صرف اسکے معنی مین تاویل ہو تو اس صورت مین وہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنے والے نہین کہلاتے صرف اسکی معنی کے محرف بنتے ہین (حالانکہ وہ کلام الٰہی کے بدلنے والے قرار دئیے گئے ہین) اس تحریف سے یہ معنی (تحریف لفظی کے) مراد لئے جاسکین - جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ "اہل کتاب نے ان کتابون مین کمی وبیشی کی ہے" تو اس معنی کی تجویز بہتر ہے - یہ معنی نہو سکین تب تحریف معنوی مراد لینا واجب ہے"۔ امام رازی کو قایل تحریف معنوی بنانے والے انصاف کی عینک لگاکر ان الفاظ کو پڑھین -

اور آیت سورۃ نسا کی تفسیر مین آپ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس مقام (سورۃ نسار) مین لفظ "عن مواضعہ" فرمایا ہے - اور سورۃ مایدہ مین

ذکر اللہ تعالی ھھنا عن مواضعہ وفی المایدۃ من بعد مواضعہ والفرق انا اذا فسرنا التحریف بالتاویلات الباطلۃ فھھنا قولہ یحرفون الکلم عن مواضعہ معناہ انھم یذکرون التاویلات

"من بعد مواضعہ" ان دونون الفاظ مین فرق یہ ہے کہ سورۃ نساء کے لفظ مین تاویل باطل مراد ہے اور اس آیت کے یہ معنی ہین کہ وہ لوگ آیات توریت وغیرہ کی باطل تاویلین کرتے -

الفاسدة لتلك النصوص وليس فيه بيان انهم يخرجون تلك اللفظة من الكتاب واما الاية المذكورة في سورة المائدة فهي دالة على انهم جمعوا بين الامرين فكانوا يذكرون التاويلات الفاسدة وكانوا يخرجون اللفظ ايضا من الكتاب فقوله يحرفون الكلم اشارة الى التاويل الباطل وقوله من بعد مواضعه اشارة الى اخراجه عن الكتاب -

(تفسیر کبیر ص ۳۳۸ ج ۳)

اسمین یہ بیان نہین ہے کہ وہ ان الفاظ کو کتاب اللہ سے نکال دیتے اور جو لفظ سورۂ مائدہ مین فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونو تحریفین عمل مین لاتے تاویل باطل بھی کرتے اور الفاظ بدل بھی ڈالتے - اس آیت کے لفظ "یحرفون الکلم" مین تاویل باطل کی طرف اشارہ ہے اور لفظ "من بعد مواضعہ" مین الفاظ کو کتاب مین سے نکال ڈالنے کی طرف اشارہ ہے - **اس قول کو بھی آنکھ کھولکر دیکھنا چاہئے** -۱

ان اقوال سے صاف ثابت ہے کہ امام رازی پہلی کتابون مین تحریف لفظی و معنوی دونون کے وجود کو مانتے ہین اور اُن کو صرف تحریف معنوی کا قایل ٹھرانا سخت غلطی اور مغالطہ ہے -

صرف تحریف معنوی کا قایل ان تین اکابر کو بتایا گیا تھا جن مین ابن تیمیہ و کا قایل تحریف لفظی ہونا ہمنے ثابت کر دیا -

اب رہے **تیسرے بزرگ** (امام بخاری) سو اُن کا **قول** اسباب مین **قابل احتجاج و استناد نہین ہے** - حدیث کے تصحیح یا تضعیف اور رجال کے جرح و تعدیل مین اون کا قول اوروں سے مقدم و مستند ہے مگر فنون حدیثیہ کے علاوہ مسائل فقہیہ و کلامیہ مین وہ اوروں سے مقدم نہین ہے کہ وہ اکیلے جمہور علماء کا مقابلہ کر سکین خصوصاً اُس حالت مین کہ اپنے قول کے بجز ظن و تخمین

کوئی سند نہ رکھتے ہون -

ہمارا یہ خیال[1] ہے کہ امام بخاری نے اصل کتاب توریت و انجیل کو کبھی نہ دیکھا ہوگا کیونکہ اُن کے وقت مین اِن کتابون کا عربی یا فارسی زبانون مین (جن سے امام بخاری واقف تھے) ترجمہ نہوا تھا - اور اُن کا عبرانی - یونانی - سریانی وغیرہ جاننا بھی ثابت نہین ہوا اور نہ بجز روایت وتحقیق حدیث وتنقید رجال اور کوئی اِس قسم کا شغل اُن سے منقول ہوا ہے لہذا اُنہون نے صرف ظن وتخمین سے یہ فرما دیا ہے کہ "کتاب اللہ کے الفاظ کو کون نکال یا بدل سکتا ہے" اور اُن کو یہ علم نہوا کہ اِس کتاب مین ایسے الفاظ موجود ہین جو خدا کے الفاظ ہرگز نہین ہو سکتے - اور نہ اونکو یہ خیال آیا کہ ظالمون نے خدا کی کتاب کو جلا دیا - خدا کے نبیون کو تہ تیغ کیا بعض الفاظ کتاب کا بدلا دینا تو اس سے ہلکا اور آسان امر ہے -

علماء اسلام نے امام بخاری کے اِس قول کا خوب معارضہ ومقابلہ کیا ہے - اور اُنکی اِس ظنی دلیل کا کافی جواب دیا ہے اور واقعات تاریخی سے ثابت کیا ہے کہ اِن کتابون مین لفظی تحریف موجود ہے - ذیل مین ہم اُن علماء کے اقوال نقل کرتے ہین - اِن اقوال سے ہمارا یہ دعوی بھی ثابت ہوگا کہ اکثر علماء اسلام ان کتب مین وجود تحریف

[1] نوٹ: اس خیال کو کوئی تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھے سلف مین بہت لوگ ایسے گذرے ہین جو ایک فن کے امام تھے دوسرے فنون سے بالکل نا آشنا تھے ذہبی طبقات الحفاظ مین کہا ہے

فکم من امام فی فن مقصر عن غیرہ کسیبویہ مثلا امام فی النحو ولا یدری ما الحدیث ووکیع امام فی الحدیث ولا یعرف العربیۃ وکابی نواس راس فی الشعر عری عن غیرہ و عبد الرحمان بن مھدی امام فی الحدیث لا یدری ما الطب قط ومحمد بن الحسن راس فی الفقہ ولا یدری ما القراۃ وکحفص امام فی القراۃ تالف فی الحدیث وللحروب رجال یعرفون بھا - (ملخص طبقات الحفاظ ذہبی)

بہتیرے لوگ ایسے گذرے ہین جو ایک فن مین ماہر تہے دوسرے فنون مین قاصر جیسے سیبویہ علم نحو مین ماہر نہ یہ جانتے تہے کہ حدیث کیا شئے ہے اور وکیع حدیث مین امام تہے اور عربی علم ادب نہ جانتے تہے اور نواس شعر مین رئیس تہے اور فنون سے عاری اور عبد الرحمان بن مہدی حدیث مین امام تہے اور یہ نہ جانتے تہے کہ طب کیا ہوتی ہے اور محمد بن حسن فقہ مین امام تہے اور نہ جانتے تہے کہ فن قرأت کیا ہے اور امام حفص قرأت مین امام تہے اور حدیث مین تہیدست یہ ہم ہر میدان کے جدا مرد ہین جو اسی مین مشہور ہین پس اگر امام بخاری توریت وانجیل سے ناآشنا ہون تو کون سے تعجب کا محل ہے -

نقض کے قائل ہین۔

وقد صرح کثیر بان الیهود والنصاریٰ بدلوا الفاظاً کثیرة من التوراة والانجیل واتوا بغیرها من عند انفسهم وحرفوا ایضاً کثیراً من المعانی بتاویلها علی غیر الوجه ومنهم من قال بدلوها کلها ومن ثم قیل بامتهانها وفیه نظر اذ الایات والاخبار کثیرة فی انه بقی منها اشیاء کثیرة لم تبدل منها آیت الذین یتبعون الرسول النبی الامی وقصة رجم الیهودیین وقیل التبدیل وقع فی الیسیر منها وقیل وقع فی المعانی دون الالفاظ وهو الذی ذکره ههنا وفیه نظر فقد وجد فی کتابین ما لا یجوز ان یکون بهذه الالفاظ من عند الله ا ه وقد نقل بعضهم الاجماع علی انه لا یجوز الاشتغال بالتوراة والانجیل ولا کتابتهما ولا نظرهما × × والاولی فی هذه المسئلة التفرقة بین من لم یتمکن ویصر من الراسخین فی الایمان فلا یجوز له

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین امام بخاری کے اس قول کے مقابلہ مین فرمایا ہے بہت سے علمار اسلام نے بتصریح کہا کہ یہود ونصاری نے بہت سے الفاظ توریت وانجیل کو بدل دیا ہے بعض کا قول ہے کہ انہون نے ان کتابون کو بالکل ہی بدلایا ہے اس خیال سے وہ ان کتابون کی بے ادبی کرنیکو جائز سمجھتے ہین مگر یہ قول محل اعتراض ہے۔ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کتابون کی بہت سی چیزین اپنے اصل پر ہین جیسے رجم وغیرہ۔ بعض کا قول ہے کہ تھوڑے الفاظ مین تبدیلی ہوی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ صرف معانی مین تبدیل ہوی ہے نہ الفاظ مین چنانچہ بخاری نے ذکر کیا ہے مگر یہ قول بھی محل اعتراض ہے ان کتابون مین ایسے الفاظ موجود ہین جو خدا کی طرف سے ہرگز نہین ہوسکتے بعض علمار نے اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ ان کتابون کا شغل رکھنا اور انکو لکھنا دیکھنا جائز نہین ہے

النظر فی شئ من ذلك بخلاف الراسخ
فیه ولاسیما عند الاحتیاج الی الرد علی
مخالف ویدل له نقل الائمة قدیما
وحدیثا من التوراة والزامهم التصدیق
بمحمد صلی الله علیه واله وسلم بما یستخرجونه
من کتابهم۔
(قسطلانی ج ۱۰ ص ۱۳۱)

اسکے بعد قسطلانی نے اُس حدیث احمد و بزار کو نقل کیا ہے جو ص ۶۹ مین نقل ہوچکی ہے اسکے بعد کہا ہے اس (ان کتابون کے شغل و مطالعہ کے) باب مین بہتر قول یہ ہے کہ جو شخص صاحب تمیز و بصیرت نہو اسکو ان کتابون کا شغل جایز نہین اور جو صاحب تمیز ہو اور علم و دین مین مضبوط ہو اسکے لئے جایز ہے خصوصاً اُس حالت مین جبکہ مخالفین اسلام کو ان کتابون کی مدد سے جواب دینا پڑے اسپر دلیل یہ ہے کہ علماے قدیم سے ابتک توریت سے ایسی باتین نکالتے آئے ہین اور اُن سے منکرین نبوت محمدیہ کو الزام دیتے رہے ہین۔

حافظ امام ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین بذیل اس قول

قال شیخنا ابن الملقن فی شرحه هذا الذی
قاله احد القولین فی تفسیر هذه الایة
وهو مختاره (ای البخاری) وقد صرح
کثیر من اصحابنا بان الیهود والنصاری
بدلوا التوریة والانجیل وفرعوا علی
ذلك امتهان اوراقهما وهو یخالف
ما قاله البخاری ههنا انتهی وهو کالتصریح
فی ان قوله ولیس احد الخ من کلام
البخاری ذیل به تفسیر ابن عباس
وهو یحتمل ان یکون بقیة کلام ابن

بخاری کے کہ ”کتاب اللہ کے لفظ کو کوہی نکال یا ٹلا نہین سکتا“ فرمایا ہے ہمارے شیخ ابن ملقن نے کہا ہے کہ یہ جو بخاری نے کہا ہے یہ تفسیر آیۃ ”یحرفون“ مین ایک قول ہے۔ جسکو امام بخاری نے پسند کیا ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے تصریح کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے الفاظ توریت و انجیل کو بدل ڈالا ہے اور اسپر انہون نے یہ مسئلہ متفرع کیا ہے۔ کہ ان کتابون کی بے ادبی کرنی جایز ہے مگر

عباس فی تفسیر الایۃ۔ وقال بعض الشراح المتاخرین اختلف فی ھذہ المسئلۃ علی اقوال احدھا انھا بدلت کلھا وھو مقتضی القول المحکی بجواز الامتھان وھی افراط وینبغی حمل الاطلاق من اطلق علی الاکثر والا فھی مکابرۃ فالایات والاخبار کثیرۃ فی ان بقی منھا اشیاء کثیرۃ لم تبدل من ذلک قولہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوریۃ الایۃ ومن ذلک قصۃ رجم الیھودیین وفیہ وجود ایۃ الرجم ویویدہ قولہ تعالی فاتوا بالتوریۃ فاتلوھا ان کنتم صدقین۔ ثانیھا ان التبدیل وقع لکن فی معظمھا وادلتہ کثیرۃ وینبغی حمل الاول علیہ ثالثھا وقع فی الیسیر منھا ومعظمھا باقٍ علی حالہ رابعھا انما

بات قول بخاری کے مخالف ہے۔ ابن عباس کا قول تمام ہوا اسمین گویا صاف کہا گیا ہے کہ یہ قول بخاری کا اپنا قول ہے جسکو انہون نے ابن عباس کی تفسیر لفظ "یحرفون" کے ذیل مین بیان کیا ہے اس مین یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہو(*) بعض پچھلے شارحین بخاری نے کہا ہے کہ اس مسئلہ تحریف مین کئی قول ہین! ایک یہ توریت و انجیل سب کی سب بدلی گئی ہے۔ ان کتابون کی بے ادبی کا جواز اسی قول کا مقتضا ہے۔ مگر یہ زیادتی ہے۔ اور اس قول کی یہ تاویل ضروری ہے کہ تحریف کل سے اکثر حصہ کی تحریف مراد ہے۔ ورنہ یہ بغاوہ جھگڑا ہوگا۔ کیونکہ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ ان کتابون مین بہت سی چیزین اپنے اصل پر ہین جن مین تبدیلی نہین ہوئی۔ ایک آیت مین ارشاد ہے۔ وہ جو رسول کی پیروی

(*) اسی خیال و احتمال پر لوگون نے دھوکا کھایا ہے اور اس قول سے حضرت ابن عباس کو قائل تحریف معنوی بنا دیا۔

وهم التبديل والتغيير في المعاني لا في الالفاظ وهو المذكور ههنا وقد سئل ابن تيمية عن هذه المسئلة مجردة فاجاب في فتاواه ان للعلماء في هذا القولين احدهما وقوع التبديل في الالفاظ ايضاً ثانيهما لا تبديل الا في المعاني واحتج للثاني من اوجه كثيرة منها قوله تعالى لا تبديل لكلماته وهو معارض بقوله تعالى فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه ولا يتعين بجمع بما ذكر من الحمل على اللفظ في النفي و على المعنى في الاثبات لجواز الحمل في النفي على الحكم في الاثبات على ما هو اعم من اللفظ والمعنى ومنها ان نسخ التورية في المشرق والغرب والجنوب والشمال لا تختلف و من المحال ان يقع التبديل فتتوارد النسخ بذلك على منهاج واحد وهذا استدلال عجيب لانه اذا جاز وقوع التبديل جاز اعدام المبدل والنسخ الموجودة الان هي التي استقر عليها الامر عندهم عند التبديل والاخبار بذلك طافحة

کرتے ہین جسکو وہ اپنے پاس توریت مین لکھا ہوا پاتے ہین - وازانجملہ حدیث قصہ رجم ہی جسمین مذکور ہے کہ توریت مین حکم رجم موجود ہے - اس امر کا موید خدا کا یہ قول ہے - توریت لاؤ - اور اوس کو پڑھو اگر تم سچے ہو - دوسرا قول یہ ہے کہ تحریف ان کتابون کے اکثر حصہ مین ہوئی ہے - اس قول کے دلائل (یعنی شواہد اور ان کتابون مین اس کی امثال) بکثرت موجود ہین - اور پہلے قول کو اسی قول کے معنی مین لینا واجب ہے - تیسرا قول یہ ہے کہ اکثر حصہ اُن کتابون کا محفوظ ہے تھوڑے حصہ مین تبدیل ہوی ہے -

چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیلی صرف معنی مین ہوی ہے الفاظ بہی محفوظ ہین - صحیح بخاری کے اس مقام میں یہ قول بیان ہوا ہے - شیخ ابن تیمیہ سے اس مسئلہ کا سوال ہوا - تو انہون نے اس کے جواب مین ایک فتویٰ لکھا - جس مین کہا ہے کہ اس باب مین علماء کے دو قول ہین -

اما فیما یتعلق بالتورىة فلان بخت نصر لما غزا بیت المقدس واهلک بنی اسرائیل ومن فیهم بین قتیل واسیر اعدم کتبهم حتی جاء عزیر فاملاها علیهم واما فیما یتعلق بالانجیل فان الروم لما دخلوا فی النصرانیة جمع ملکهم اکابرهم علی ما فی الانجیل الذی بایدیهم وتحریفهم المعانی لا تبدیل هو موجود عندهم بکثرة وانما النزاع هل حرفت الالفاظ اولا وقد وجد فی الکتابین ما لا یجوز ان یکون بهذه الالفاظ من الله عز وجل اصلا وقد سرد ابن حزم فی الفصل فی الملل والنحل اشیاء کثیرة من هذا الجنس منها ان انثی لوط بعد هلاک قومه ضاجعته کل منهما باها بعد ان سقتا الخمر فوطی کلا منهما فحملتا منه الی غیر ذلک من [illegible] المنکرة وقال فی موضع آخر وبلغنا عن قوم من المسلمین انهم ینکرون

ایک یہہ کہ الفاظ مین بہی تبدیلی ہوئی ہے دوسرا یہہ کہ صرف معانی مین ہوئی ہے۔ اس دوسرے قول کے ابن تیمیہ نے بہت سے دلائل پیش کئے ہین از انجملہ ایک یہہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ”خدا کی باتون کے لئے تبدیلی نہین ہے“ اس کے مقابلہ مین یہہ قول خداوندی پیش کیا گیا ہے۔ کہ ”جو شخص خدا کی بات کو (جو وصیت کے باب مین ہے) بدل دے* وہ گناہگار ہوگا“ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کو بدل دینا ممکن ہے۔ ان دونون آیتون مین جو انہون نے یہ وجہ موافقت بیان کی ہے کہ پہلی آیت مین جو تبدیلی کی نفی ہوئی ہے

* آیت ”فمن بدلہ بعد ما سمعہ“ کے ایک معنی ہین دوسرے معنی جو مشہور ہین یہ ہین کہ جو شخص وصیت کنندہ کی بات کو بدل دیگا وہ گناہگار ہوگا +

ان التورية والانجيل اللتين بايدي
اليهود محرفان وقد اشتمل القران والسنة
على انهم يحرفون الكلم عن مواضعه و
يقولون على الله الكذب وهم يعلمون ويقولون
هو من عند الله وما هو من عند الله
ويلبسون الحق بالباطل ويكتمون الحق
وهم يعلمون ويقال لهولاء المنكرين
قد قال الله في صفة الصحابة وذلك مثلهم
في التورية ومثلهم في الانجيل كزرع
اخرج شطاه الى اخر السورة وليس
بايدي اليهود والنصارى عن هذا
شئ ويقال لمن ادعى ان نقلهم نقل متواتر
قد اتفقوا على ان لا ذكر لمحمد صلى الله
عليه وآله وسلم في الكتابين فان
صدقتموهم فيما بايديهم لكونه
نقل نقل التواتر فصدقوهم بما زعموه
ان لا ذكر لمحمد المصطفى صلى الله عليه
وآله وسلم ولا اصحابه رضي الله
عنهم والا فلا يجوز تصديق بعض و
تكذيب بعض مع مجيئها مجيئا واحداً
(فتح الباري شرح صحيح البخاري)

اوس سے لفظ کی تبدیلی
مراد ہے اور دوسری آیت
مین جو اوس کا اثبات ہے
اوس سے معنوی تبدیلی مراد
ہے یہہ واجب التسلیم نہین
ہے کیون جائز نہین کہ آیت
نفی مین یہہ حکم مراد ہو کہ کلمات
خدا مین تبدیلی نہ کرو۔
اور آیت اثبات تحریف لفظی
و معنوی دونون کو شامل
ہو۔

دوسری دلیل یہہ بیان کی
جاتی ہے کہ توریت و انجیل کے
نسخے مشرق و مغرب جنوب
و شمال مین ایک سے ہین۔ اور
یہ بات محال ہے کہ سب کے سب
ایک لفظ سے بدلائے گئے ہون۔ مگر
یہ استدلال عجیب ہے۔ جب
تبدیلی کا ہو جانا جائز ہے تو اصل
لفظ کا سب نسخون سے معدوم ہو جانا
کیا مشکل ہے۔

اور یہ نسخے جو ان کے پاس اسوقت موجود ہین وہ سب کے سب اُس وقت سے بعد کے ہین جبکہ اُن مین تبدیلی ہو چکی تھی۔ اِس امر کی مصدق خبرین بکثرت موجود ہین۔

توریت کے متعلق یہ خبر ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس پر چڑہائی کی اور بنی اسرائیل کو قتل کردیا تو اُن کی تمام کتب کو معدوم کردیا۔ پہر عزیر آئے تو انہون نے صرف یاد سے اُنکو لکھا۔ انجیل کی نسبت یہ خبر ہے کہ جب رومی مذہب عیسائی مین داخل ہوے تو اُن کے بادشاہ نے موجودہ انجیل پر سب کو متفق کیا۔ تحریف معنوی سے توکسیکو انکار نہین ہے۔ نزاع تو اس مین ہے کہ معنوی کے ساتھ لفظی تحریف بھی ہوئی ہے یا نہین سو ان کتابون مین ایسے الفاظ موجود ہین جو کلام الٰہی ہرگز نہین ہو سکتے۔

حافظ ابن حزم کی کتاب ملل و نحل مین اِس قسم کے بہت سے الفاظ بیان کئے ہین ازانجملہ توریت کے یہ الفاظ ہین لوط کی بیٹیون نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی اور اُن سے بدفعلی کراکے حاملہ ہوئین۔ ایسا ہی اور بری باتین اسمین موجود ہین۔

حافظ ابن حزم نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ بعض مسلمانون سے ہمکو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ توریت و انجیل مین لفظی تحریف واقع ہونے سے منکر ہین۔ اور قرآن و حدیث مین آچکا ہے کہ یہود و نصاریٰ خدا کے کلام کو بدل ڈالتے ہین۔ اور خدا پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہین ہوتی اور وہ حق بات کو چھپاتے ہین

---

(۱) اس خبر کی تفصیل مین یہ پایا جاتا ہے کہ بہت سے نسخون کو اسوقت نکالا گیا ہے۔ دیکھو اعجاز عیسوی ص ۲۱ تا ۲۲ جسکی اصل عبارت اس رسالہ مین بحث تحریف لفظی کی جا بجا مین منقول ہوگی۔

اور وہ جانتے ہین کہ وہ حق ہے " منکرین تحریف کو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا تعالی نے قران مجید مین اصحاب نبوی کے حق مین کہا ہے کہ اُن کا حال وصفت توریت و انجیل مین یون موجود ہے "کہ وہ ایک کھیتی کی مانند ہین جسنے نکالا اپنا پٹھا تا آخر" اور اب توریت و انجیل مین اصحاب کی یہ صفت مذکور نہین ہے - ان منکرین تحریف سے جو یہ کہتا ہے کہ توریت بہ نقل متواتر منقول ہے پہر اس مین تحریف کیونکر ممکن ہے - اسکے جواب مین کہا جاتا ہے کہ یہود و نصارٰی اسبات پر متفق ہین کہ توریت و انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا ذکر موجود نہین ہے - اب اگر تم اُنکی اس کتاب کی (جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کا ذکر نہین) تصدیق کروگے تو تمکو اس امر کی بھی تصدیق کرنی پڑیگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کا ذکر توریت و انجیل مین نہین ہے (جس سے تصدیق قران فوت ہوگی) اور اگر اس امر کی تصدیق نہ کروگے تو پھر کوئی وجہ نہین کہ باقی سب کتاب کی تصدیق کرو اور اُسکو تحریف سے محفوظ مان لو کیونکہ وہ سب یکسان ہے"۔

(حافظ ابن القیم حنبلی نے کتاب اغاثۃ اللہفان مین فرمایا ہے - موجودہ توریت مین تحریف لفظی کے وقوع و عدم مین تین قول ہین - ایک فرقہ اسلام کا یہ قول ہے کہ وہ سب کی سب یا اکثر بدلائی گئی ہے - اس مین بعض نے زیادتی کی ہے اور کہدیا ہے کہ اس کتاب کے اوراق سے استنجا کرنا جائز ہے - ایک فرقہ اہلحدیث* و فقہ و کلام کا یہ قول ہے کہ تبدیلی صرف تاویل مین ہوی ہے نہ الفاظ مین - بخاری نے اپنی کتاب مین کہا ہے "یحرفون" بمعنی "یزیلون" ہے - (1)

(1) * اہلحدیث سے شاید امام بخاری مراد ہین اور اہل فقہ و کلام سے امام رازی جنکو غلطی سے صرف تحریف معنوی کا قایل بتایا گیا ہے -

فصل وقد اختلف فی التورٰیۃ التی بایدیھم
ھل ھی مبدلۃ ام التبدیل وقع فی التاویل
دون التنزیل علی ثلثۃ اقوال قالت
طائفۃ کلھا او اکثرھا مبدلۃ وغلا
بعضھم حتی قال یجوز الاستجمار بھا و
قالت طائفۃ من ائمۃ الحدیث والفقہ
والکلام انما وقع التبدیل فی التاویل
قال البخاری فی صحیحہ یحرفون یزیلون
ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب
اللہ ولکنھم یتاولونہ علی غیر تاویلہ وھو
اختیار الرازی ایضاً وسمعت شیخنا
یقول وقع النزاع بین الفضلاء فاجاز

اورکوئی شخص کتاب اللہ کے لفظ کو بدل
نہین سکتا ولیکن وہ لوگ اسکی تاویل
ایسی کرتے تھے جو اسکی تاویل نہ تھی -
یہی قول امام رازی نے اختیار کیا ہے
اور مینے اپنے استاذ (ابن تیمیہ) کو یہہ
کہتے سنا ہے کہ اس باب مین فضلاء
اہل اسلام کا اختلاف ہے - پھر انہون نے
اس مذہب کو جائز رکھا ⁂ اور اس کے خلاف
کو ضعیف کہا - کسی نے اسپر انکار کیا تو
انہون نے اسپر متعدد دلائل قائم کئے
از انجملہ ایک یہ دلیل کہ توریت کے نسخے
مشرق ومغرب جنوب وشمال مین پھیل

⁂ عبارت افاشہ مین نہ اس اختلاف کو ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے اور نہ یہ بیان کیا ہے کہ اس اختلاف کی کس جانب کو انہون نے جائز کیا یعنے پسند کیا - اور کس مذہب کو ضعیف کیا - قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کے اقوال تین ہونگے جو ابن القیم نے بیان کئے ہین اور مذہب جائز اور پسندیدہ ابن تیمیہ سے قول سوم مراد ہے کیونکہ اسی قول سوم کو ابن تیمیہ نے الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح مین پسند فرمایا ہے - اور جس مذہب کو ضعیف کہا ہے اوس سے قول اول مراد ہے جس مین یہ دعوے کیا گیا ہے کہ یہہ کتابین سب کی سب بدلائی گئی ہین تب ہی ابن تیمیہ نے اسکو رد کیا اور ثابت کیا ہے کہ وہ سب کی سب نہین بدلائی گئین "

هذا المذهب ووهّى غيره فانكر عليه فاظهر خمسة عشر نقلا به ومن حجة هولاء ان التوراة قد طبقت مشارق الارض ومغاربها وانتشرت جنوبا وشمالا ولا يعلم عدد نسخها الا الله فيمتنع التواطي على التبديل والتغير في جميع تلك النسخ حتى لا يبقى في الارض نسخة الا مبدلة وهذا مما يحيله العقل قالوا وقد قال الله لنبيه قل فأتوا بالتورة فاتلوها ان كنتم صدقين قالوا وقد اتفقوا على ترك فريضة الرجم ولم يمكنهم تغيرها من التورة ولذا لما قرءوها على النبي صلى الله عليه واله وسلم وضع القاري يده على اية الرجم فقال له عبد الله بن سلام ارفع يدك فرفعها فاذا هي تلوح تحتها و توسطت طائفة فقالوا قد زيد فيها وغير اشياء يسيرة جدًا واختاره

گئی ہین اسکے نسخون کا شمار بجز خدا اسکو معلوم نہین ان سب نسخون کی یکسان تبدیلی کا وقوع عقلًا محال ہے۔ دوسری دلیل خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ توریت لاؤ۔ اور سچے ہو تو اُسکو پڑھو۔ تیسری دلیل اونہون نے یہ بیان کی ہے یہودیون نے خدا کے اس حکم کو کہ زانی کو سنگسار کیا جائے بالاتفاق ترک کر رکھا تھا مگر وہ اُسکو توریت سے بدل نسکے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُن کے قاری نے توریت کو پڑھا تو آیت رجم پر ہاتھ رکھدیا عبد اللہ بن سلام نے اوسکا ہاتھ اُٹھوایا تو نیچے سے آیت رجم ظاہر ہوئی[1] اس باب مین متوسط ومعتدل یہ تیسرا قول ہے کہ اس مین کسیقدر تغیر وتبدل ہوا ہے ہمارے استاد ابن تیمیہ نے اپنی تالیف "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" مین اسی قول کو پسند فرمایا اور اُسکی

[1] ایسی ہی بقیہ دلایل ہونگی جنکو اغاثة اللهفان مین نقل نہین کیا۔ ان دلایل سے اس مذہب کا ضعف ثابت ہوتا ہے کہ توریت سب کی سب بدلائی گئی ہے نہ اس مذہب (قول سوم) کا جسکو ابن تیمیہ نے خود پسند کیا ہے۔

شیخنا فی الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح
قال وهذا کما فی التورٰة عندهم
ان الله سبحانه قال لابراهیم اذبح ابنك
بکرك او وحیدك اسحاق قلت والزیادة
باطلة من وجوه عشرة الاول ان بکره
ووحیده اسمعیل باتفاق الملل الثلاث
الثانی انه سبحنه امر ابراهیم ان ینقل
هاجر وابنها اسمعیل عن سارة ویسکنها
فی بریة مکة لئلا تغار سارة فامره بابعاد
السریة وولدها منها فکیف یامر بعد هذا
بذبح ابن سارة وابقاء ابن السریة
هذا مما لا یقتضیه الحکمة والثالث
ان قصة الذبح کانت بمکة قطعا ولذا
جعل الله سبحنه ذبح الهدایا والقرابین
بمکة تذکیراً للامة بما کان من ابراهیم
مع ولده هنالك الرابع ان الله بشر سارة
ام اسحق باسحق ومن وراءه یعقوب
فبشرها بهما فکیف یامر بعد ذلك بذبح
اسحق وقد بشر ابویه بولد ولده الخامس
ان الله لما ذکر قصة الذبیح وتسلیم نفسه
لله واقدام ابراهیم علی ذبحه وفرغ من

تمثیل مین بیان کیاہے کہ انکی موجودہ
توریت مین مذکور ہے کہ خداتعالے
نے ابراہیم کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنے پلوٹھے یا
اکلوتے بیٹے اسحق کو ذبح کرین۔ مین
(ابن القیم) کہتاہون کہ لفظ اسحاق
از خود بڑہایا گیاہے اور یہ دس وجہ سے
غلط و باطل ہے۔ وجہ اول یہ کہ حضرت
براہیم کے پلوٹھے اور اکلوتے بیٹے
باتفاق اہل اسلام و یہود و نصارے
حضرت اسمعیل تھے نہ اسحق۔
وجہ دوم یہ کہ خداتعالے نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو انکی بی بی سارہ کی پاسخاطر
سے بی بی ہاجرہ اور اُس کے بیٹے اسمعیل
کو اپنے سے جدا کرنے اور مکہ کے میدان
مین پہنچا دینے کا حکم دیا تاکہ اُس کے پاس
رکھنے سے سارہ کو غیرت پیدا نہو پھر کیونکر
ممکن تھا کہ خداتعالے نے اسی سارہ کے
بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیتا۔
وجہ سوم۔ یہ کہ ذبح کا واقعہ مکہ مین ہوا
ہے۔ اسی بیٹے اسمعیل علیہ السلام کے
ساتھ جو مکہ مین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے

قصته قال بعدها وبشرنه باسحق نبيا
من الصلحين فشكر الله له استسلامه
وبذل ولده له وجعل من اياته على ذلك
ان اتاه اسحق فجعل اسمعيل من الذبيح
وزاد عليه اسحاق السادس ان
ابراهيم عليه السلام سال ربه الولد
فاجاب دعاءه وبشره به فلما بلغ
معه السعي امره بذبحه قال الله تعالى
وقال اني ذاهب الى ربي سيهدين رب
هب لي من الصلحين فبشرنه بغلم حليم
فهذا دليل على ان هذا الولد انما
بشر به بعد دعائه وسواله ربه ان
يهب له ولدا وهذا المبشر به هو المامور
بذبحه قطعا بنص القران واما اسحق
فانه بشر به من غير دعوة منه بل
على كبر السن وكون مثله لا يولد وانما
كانت البشارة به لامراته سارة ولذا
تعجب من حصول الولد منها وانظر
تفاوت سياق البشارتين فانه
في الاولى - قال اني ذاهب الى ربي
سيهدين رب هب لي من الصلحين

مکہ مین اُن کی یادگار کو قایم رکھا۔ اور
وہان قربانیان کرنے کا حکم دیا۔
وجہ چہارم - یہ کہ خدا تعالےٰ نے سارہ کو
تولد اسحٰق کی بشارت دی - اس کے
بعد یعنے اسی کی پشت سے تولد یعقوب
کی بشارت دیدی - پھر کیونکر ممکن تھا کہ
وہ اُس کے ذبح کرنے کا حکم دیتا -
وجہ پنجم - یہ کہ خدا تعالےٰ نے قصہ ذبح کو
نقل کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو جانے کے
بعد فرمایا ہے کہ ہمنے ابراہیم علیہ السلام کو
اسحٰق کی بشارت دی - اور وہ اسی تعمیل
حکم کی جزا تھی -
وجہ ششم - یہ کہ جس بیٹے کے ذبح کرنے کا
خدا نے حکم دیا تھا وہ حضرت ابراہیمؑ
کی دعا سے پیدا ہوا تھا - خدا نے اُس
دعا کو قبول کیا اور لڑکا دیا - جب وہ
چلنے پھرنے لگا تب اُسکے ذبح کا حکم دیا
اور حضرت اسحٰق علیہ السلام تو حضرت ابراہیمؑ
کے بڑھاپے مین دعا کے بغیر پیدا ہوئے
تھے اور اُنکی بشارت حضرت سارہ کو ہوئی

فبشرنه بغلم حلیم وفی الثانیة ولقد
جاءت رسلنا ابراهیم بالبشری قالوا
سلما قال سلم فما لبث ان جاء بعجل
حنیذ فلما رای ایدیهم لا تصل الیه
نکرهم واوجس منهم خیفة قالوا
لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط ه وامرته
قائمة فضحکت فبشرنها باسحاق
ومن وراء اسحاق یعقوب قالت
یویلتی ءالد وانا عجوز وهذا بعلی شیخا
ان هذا لشیء عجیب ه قالوا اتعجبین
من امر الله وکون مخرج احدی البشارتین
غیر مخرج الاخری والبشارة
الاولی کانت له والثانیة
کانت لها والبشارة الاولی
هی التی یامر فیها بذبح
من بشر به فیها دون الثانیة السابع
ان ابراهیم لم یقدم باسحاق الی مکة
البتة ولم یفرق بینه وبین امه وکیف
یامره الله ان یذهب بابن امرته فیذبحه
بموضع اخرتها وفی بلدها ویدع ابن ضرتها
الثامن ان الله لما اتخذ ابراهیم خلیلا

تھی نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔
وجہ ہفتم۔ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت اسحٰق کو کبھی مکہ میں نہیں لیگئے
اور نہ اُن کی والدہ سارہ سے ان کو جدا
کیا ہے۔ حالانکہ ذبح فرزند کہ معظمہ میں
ہوا تھا۔ یہ بھی کیونکر ممکن تھا کہ اُن کے
فرزند کو سوت کی جگہ لیجاتے۔ اور
وہاں جاکر اُسکو ذبح کرتے اور سوت کے
فرزند کو بچا لیتے۔
وجہ ہشتم۔ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
خدا تعالےٰ نے رتبہ خلت عطا فرمایا تھا اور
خلت الٰہی اُس محبت کا نام ہے جو خلال قلب میں ہوا فقط
خدا اُسکا تعلق کسی سے نہو اسپر اُنہوں نے بیٹے کے
لئے دعا کی۔ تو خدا نے اُن کا دلی تعلق
بیٹے کی طرف سے قطع کرنے کے لئے
ان کو اُس بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔
جب وہ اُس بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ
ہوگئے تو اُن کے خلت کا پورا امتحان
ہوا اور ثابت ہوگیا کہ اُن کا دلی تعلق
خدا ہی سے ہے بیٹے سے وہ تعلق نہیں
رہا۔ لہذا وہ حکم منسوخ ہوا۔ یہ امتحان

والخلة تتضمن ان يكون قلبه كله متعلقا بخليله ليس فيه سعة لغيره فلما سال الولد وهب له اسمعيل فتعلق به شعبة من قلبه فاراد ان تخلص تلك الشعبة له فامتحنه بذبح ولده فلما امتثل خلصت تلك الخلة لله فنسخ الامر بذبحه لحصول الغرض وهو العزم وتوطين النفس على الامتثال ومن المعلوم ان هذا يكون في اقل الاولاد لا في الآخر فلما حصل هذا المقصود مع الولد الاول لم يحتج الى مثله مع الولد الآخر فانه لو زاحمت محبة الولد الآخر الخلة لامر بذبحه فلو كان المامور بذبحه هو الولد الآخر لكان قد اقره في الاول على مزاحمة الخلة به مدة طويلة ثم امره بما يزيل المزاحم بعد ذلك و هو خلاف مقتضى الحكمة فليتامل

التاسع ان ابراهيم انما رزق اسحق على الكبر واسمعيل رزقه في عنفوان شبابه والعادة ان القلب اعلق

اسی فرزند کے ذبح کے حکم سے ہونا چاہئے تھا سو ہوا۔ یہ بات حکمت کے خلاف ہے کہ تعلق اور محبت تو پہلے فرزند سے ہوا اور اُس تعلق کو قطع کرنے کے لئے دوسرے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا جائے۔ اور یہ بھی مخالف حکمت ہے کہ تعلق محبت ابتداء جوانی میں ہو اور اُسکے قطع کا حکم آخری عمر میں دیا جاوے اور اتنا عرصہ وہ تعلق باقی رہے۔

وجہ نہم۔ یہ کہ حضرت اسحق علیہ السلام بڑھاپے میں حضرت ابراہیم کو مرحمت ہوے۔ اور اسمعیل ابتدائی جوانی میں اور عادت یہی ہے کہ پہلے فرزند سے ولی تعلق ہوتا ہے۔ پس اسی سے قطع کرنا مصلحت تھا۔

وجہ دہم۔ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخریہ طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں یعنے اپنے باپ عبداللہ اور جد اسمٰعیل ؑ کا ان دلایل سے ثابت ہے کہ لفظ اسحق توریت میں یہودیوں نے

والاول انما شوان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم كان يفتخر بانه ابن الذبيحين
يعني اباه عبد الله وجده اسماعيل
والمقصود ان هذه اللفظة ما زادوه
في التورية والسبب في ذلك ان
موسى عليه السلام صان التورية
من بني اسرائيل خوفا من افترائهم
بعده في تاويلها وتفرقهم احزابا
وافادها الى ائمة بني ليوي الا سورة
واحدة اشتملت على ذم طباعهم
وانهم سيخالفون شريعة التورية
وان السخط يأتيهم بعد ذلك لتكون
شاهدة عليهم ولم يكن حفظ التورية
فرضا عليهم ولا سنة بل كان الواحد
يحفظ فصلا منها والآخر يحفظ
فصلا آخر فلما قتل بخت نصر الملك
من يحفظ اكثر التورية من الائمة
الهارونيين واحرق هيا كلهم
جمع عزير من محفوظاته ما اجتمعت
منه هذه التورية التي بايديهم
واملا ذلك عليهم ولذا بالغو

بڑھا دیا ہے توریت کی تحریف لفظی کا یہ
سبب ہوا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے
توریت کو عام بنی اسرائیل سے بچا کر
رکھا تھا۔ اس خوف سے کہ وہ آپکے
بعد اسکی تاویل میں مختلف الرائے ہو
جاتیں۔ اور فرقہ فرقہ ہو پڑیں۔ وہ
کتاب صرف بنی لیوی کے پیشواؤں
کے سپرد کر دی تھی۔ بجز ایک سورۃ کی
جس میں بنی اسرائیل کی طبیعتوں کی
برائی کا بیان تھا اور یہ کہ وہ شریعت
توریت کے مخالف ہو جائیں گے اور
ان پر خدا کا غضب نازل ہوگا تاکہ وہ
سورۃ ان پر گواہ ہو۔ توریت کو زبانی
یاد کرنا ان پر فرض نہ تھا اور نہ مسنون
بلکہ ان میں کوئی ایک باب کو یاد کر
لیتا۔ کوئی دوسرے کو۔ جب بخت نصر
نے بنی ہارون کے سرداروں کو جنکو
اکثر حصہ توریت کا یاد تھا۔ قتل کر
دیا اور ان کے معبد کو گرا دیا تو عزیر
نے اپنی یادداشت سے اس قدر
توریت لکھدی جس سے موجودہ

في تعظيمه حتى غلوا فيه فهذه التوراة الموجودة عندهم من املاء عزير فيها كثير من التوراة ثم بدلوها امة قد مزقها الله فلحقها امور ثلثة الاول بعض الزيادة والنقصان الثاني اختلاف الترجمة الثالث اختلاف التاويل ويذكر من ذلك امثلة — (تبعيد الشيطان بتقريب اغاثة اللهفان صفحہ ۹۲۰)

توریت جمع ہوئی ـ پھر وہ توریت اُن لوگون کے حوالہ ہوئی جو فرقہ فرقہ ہوگئے اور اُس کے متن مین تین خرابیان پیدا ہوگئین ـ ایک کمی بیشی الفاظ مین ـ دوسرا اختلاف اُسکے تراجم مین تیسرا اختلاف اُس کی تاویل مین تحریف معنوی کی کئی مثالین ذکر کیجاتی ہین "

ان تمثیلات کو ہمنے اسلئے نقل نہین کیا کہ تحریف معنوی محل نزاع نہین ـ محل نزاع تحریف لفظی ہے جسکی ایک مثال ابن القیم کی عبارت منقولہ بالا مین مذکور ہوئی ہے ـ ایک دو مثال اس تحریف لفظی کی ابن القیم کی اس کلام مین مذکور ہے جو عبارت منقولہ سے پہلے اُنہون نے فرمایا ہے ـ آپ فرماتے ہین

اس (قصہ لوط کے بیٹون) سے عجیب تر یہ قصہ توریت مین موجود ہے کہ یعقوب کے بیٹے

واعجب من ذلك ان في التوراة التي بايديهم ان يهودا ابن يعقوب زوج ولده الاكبر بامرأة يقال لها تاما وكان ياتيها مستديراً فغضب الله من فعله فاهلكه فزوج بها ولده الاخر فكان يعزل عنها علماً منه بان اول مولود ينسب الى اخيه فكره الله منه ذلك فاماته فامرها يهودا بالحاق الى بيت ابيها حتى يكبر

یہودا نے اپنے بڑے بیٹے کا ایک عورت (تاما) سے نکاح کردیا وہ اُس سے فعل بد خلاف وضع فطرت کیا کرتا اسپر خدا کا غصہ ہوا اور خدا نے اُسکو ہلاک کیا ـ پھر اُسنے اُس عورت کو چھوٹے بیٹے سے بیاہ دیا وہ اُس سے عزل (خارج مین انزال) کرتا رہا اس خیال سے کہ جو لڑکا پہلے پیدا ہو وہ بڑے بھائی کا کہلاوے ـ اس سے بھی

ولدله صغرله ویتم عقله حذرًا من ان یصیبه ما اصاب اخویه فاقامت فی بیت ابیها وصعد یومًا الی منزل له فلبست زوجة ابنه زی الزوانی و تعرضت له فزنا وذهبا ورهن عندها عصاه وخاتمه باجرتها - فدخل بها فعلقت منه فلما اخبر یهودا ان زوجة ابنه علقت من الزنا اذن باحراقها - فبعثت الیه بخاتمه وعصاه فاعتذر بانه لم یعرفها ولم یستحل معاودتها قالوا ومن ولدها من ذالك الزنا داؤد نبی علیه السلام

(بتعید الشیطان بتقریبا اغاثة اللهفان ص۲۳۶)

خدا نا خوش ہوا - اور اُسکو مار دیا - پھر اپنی بہو کو یہودا نے حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے گھر مین جا رہے اتنے مین اُسکا چھوٹا بیٹا بڑا ہوکر عقلمند ہو جاے اس سے اُسکا نکاح ہو تو وہ ایسے کام نہ کرے - ایکدن یہودا اپنی چھت پر چڑھا تو اپنی بہو کو دیکھا کہ وہ بدکار عورتون کا لباس پہنے ہوے ہے وہ اس سے متعرض ہوا اور وہ آپ طالب فعل بد ہوا اور اُس کی اُجرت مین اپنی لاٹھی اور انگوٹھی رہن رکھدی - اور مرتکب فعل بد ہوا اُس سے اُسکو حمل ہوا - جب یہودا کو لوگون نے خبر دی کہ تیری بہو زنا سے حاملہ ہوئی ہے تو اُسنے اُسکو جلانے کا حکم دیا - تب اُس نے اُسکی لاٹھی اور انگوٹھی اُس کے پاس بھیجدی جسپر اُسنے عذر کیا اور کہا کہ مینے اُس کو نہین پہچانا تھا اور مینے اُس سے بجز ایک دفعہ کے پھر فعل بد نہین کیا - یہودی کہتے ہین کہ اُسی زنا کی نسل سے حضرت داود نبی پیدا ہوئے ہین -

امام رازی تفسیر مین فرماتے ہین - اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جس کتاب کے الفاظ و حروف

فان قیل کیف یمکن هذا فی الکتاب الذی بلغت آحاد حروفه وکلماته مبلغ التواتر المشهور فی الشرق والغرب قلنا لعله یقال القوم کانوا قلیلین والعلماء بالکتاب کانوا فی غایة

کی شہرت حد تواتر کو پہنچ گئی ہو اُس کے الفاظ مین تبدیلی کیونکر ممکن ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ جسوقت اُسکی تبدیلی ہوئی تھی اُس وقت شاید اُس قوم مین قلت ہوا ور توریت کے جاننے والے علما اور بھی

القلة فقدروا علی هذا التحریف" (تفسیر کبیر ص ۴۳۸ ج ۳)	کم ہون۔ اسلئے وہ اس تبدیلی پر قادر ہوگئے"۔

ناقل کہتاہے کہ اس احتمال قلت کی مصدق و موید حاملان توریت کی ابتدائی حالت ہے جسکا حافظ ابن القیم کے اس قول مین ذکر ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے وقت توریت عامہ بنی اسرائیل کے حوالہ ہی نہین ہوئی اور نہ بہی حفظ کی گئی۔ پہر وہ حالت جب کہ بخت نصر کے ہاتھون سے بنی اسرائیل کی تباہی ہوئی۔ پہر وہ حالت جب عہد انٹیوکس مین انکی بربادی ہوئی۔ ان حالات مین توریت کے محافظون کی قلت محل انکار نہین اور ایسی حالت مین تحریف لفظی کا واقع ہونا مشکل تہا۔ (ان حالات کی تفصیل عنقریب ہوگی۔)
عبارت منقولہ بالا مین صرف تحریف لفظی توریت کی مثالین بیان ہوئی ہین نہ تحریفات لفظی انجیل کی۔ اور نیز وہ علماء اسلام کی عبارات ہین جو ان مسلمانون کو ہدایت و طمانیت بخش ہین جو علماء اسلام کو ہادی پر جانتے ہین اور ان کی نقل و بیان پر اعتماد رکھتے ہین۔ ان ہی لوگون کی ہدایت و استقامت کی غرض سے وہ عبارات منقول ہوئی ہین تاکہ ان عبارات کو دیکھکر وہ لوگ اسوقت کے خبط و ضلالت سے بچے رہین اور تعمیل توریت و انجیل کی نسبت وہی اعتقاد رکہین جو اس وقت تک اہل اسلام مین متوارث چلا آیا ہے اور آجکل کے مجتہدین بے علم کی باتین سنکر اُنکے وہوکا مین نہ آجاوین۔
اب وہ رہے حضرات مجتہدین بالاعلم جو اس وقت تک کے مسلمانون کو گمراہ قرار دیتے ہین اور اپنے نئے اعتقاد کو ہدایت سمجہکر لوگون کو اُس کی طرف دعوت کرتے ہین۔ وہ ان عبارات سے نفع نہ اُٹھائینگے بلکہ اون کے جواب مین صاف فرمائینگے کہ امام رازی ابن حجر و ابن تیمیہ وغیرہ خود گمراہ تھے (معاذ اللہ) ہم ان عبارات کو کیا مانتے ہین اور انکی نقل و بیان کو کب مانتے ہین۔

ان حضرات کی ہدایت و نصیحت کی غرض سے ہم عبارت مذکورہ کی تائید
مین اصلی کتب توریت و انجیل کی عبارات نقل کرتے اور ان کتابون کے
حامیون اور عیسائی مذہب کے مصنفون کے اقوال اُن کو سناتے ہین شاید وہ
تعصب ونفسانیت کو کام مین نہ لائین تو اس سے نفع اُٹھاوین اور راہ راست پر
آجاوین ـ ان اقوال مین لفظی تحریف انجیل کی مثالین بھی مندرج ہین جو پہلی عبارات
مین مذکور نہین ہوئین ـ

پس واضح ہو کہ حافظ ابن حجر کی کلام مین جو ذکر ہوا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام
کی بیٹیون نے اپنے باپ کو شراب پلائی اور اُن سے بدفعلی کرائی یہ قصہ توریت
کی کتاب پیدائش باب ۱۹ مین بالفاظ ذیل مرقوم ہے ۔

۳۰ ـ اور لوط صغر سے اپنی دونون بیٹیون سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا ـ کیونکہ صغر
مین رہنے سے اُسے دہشت ہوی ـ اور وہ اور اُسکی دونون بیٹیان ایک غار
مین رہنے لگین ـ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر
کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے ـ
آؤ ہم اپنے باپ کو مئے پلاوین اور اُس سے ہم بستر ہووین ـ تاکہ اپنے باپ سے
نسل باقی رکھین ـ سو اُنہون نے اُسی رات اپنے باپ کو مئے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی
اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پھر اُسنے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا
اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو مین اپنے باپ
سے ہم بستر ہوئی ـ اور آج رات بھی اُسکو مئے پلاوین اور تو بھی جا کر اُس سے ہم بستر ہو
کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین ـ سو اُس رات کو بھی اُنہون نے اپنے باپ کو مئے
پلائی اور چھوٹی اُٹھکر اوس سے ہم بستر ہوئی اور اُسنے اوس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت
اُسے نہ پہچانا ـ سو لوط کی دونون بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین اور بڑی ایک بیٹا

جنی اور اسکا نام موآب رکھا وہ موآبیون کا جو اب تک ہین باپ ہوا اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام بن عمی رکھا وہ بنی عمون کا جواب تک ہین باپ ہوا" (توریت مطبوعہ ۱۸۷۸ع وسطیج ارفن سکول مرزا پور ص ۲۱)

اس قصہ کے جعلی اور موقوف ہونے پر بہت سی دلایل شاہد ہین۔ از انجملہ ایک یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نبی تھے۔ جنکی نبوت کو قران نے ثابت کیا ہے اور اہل انجیل نے بھی اُن کو راستباز تسلیم کیا ہوا ہے چنانچہ پطرس حواری نے اپنے خط کے باب ۲۔ آیت ۸ مین کہا ہے کہ وہ (یعنے لوط علیہ السلام) راستباز اُن کی بے شرع باتون کو دیکھ کر ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجہ مین کھینچتا تھا" پھر کیونکر ممکن تھا کہ خدا تعالے نے شیطان کو اوسپر مسلط کرتا اور ایسی قدرت دیتا کہ وہ انکو شراب پلائے اور ان سے بیٹیون کے ساتھ زنا کرائے۔

عیسائی اس امر کو جایز رکھتے ہین اُن کو اختیار ہے۔ ہمکو اس مقام مین اُنسے بحث نہین قران مین خدا نے صاف فرما دیا ہے کہ شیطان نے کہا اے میرے خدا تو نے جو مجھے بہکایا ہے مین اُس کے بدلے بنی آدم کو زمین مین زیبائش دکھا کر گمراہ کرون گا بجز تیرے مخلص بندون کے۔ خدا نے فرمایا یہی راہ سیدہی میرے ذمہ ہے۔ میرے بندون پر تسلط نہوگا۔ بجز ان گمراہون کے جو تیری پیروی کرین گے"

قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین الا عبادك منھم المخلصین قال ھذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لك علیھم سلطان الا من اتبعك من الغوین۔ (الحجر رکوع ۳)

اور فرمایا شیطان کا اُن لوگون پر تسلط نہوگا جو مومن ہین اور اپنے رب پر بھروسہ

انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا وعلی ربھم یتوکلون انما

سلطنہ علی الذین یتولونہ والذین هم بہ مشرکون (النحل رکوع ۱۳)	رکھتے ہین اسکا تسلط ان ہی لوگون پر ہے جو اس کے دوست ہین اور اس کو خدا کا شریک بناتے ہین "۔

اس قصہ کو اگر صحیح مانا جاوے تو اس سے ان ارشاد خداوندی کے برخلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت لوط علیہ السلام پر پورا تسلط کیا اُن کو شراب پلا کر اُنسے بیٹیون کے ساتھ زنا کرایا جسکا کوئی عاقل قایل نہین ہو سکتا۔ چہ جاے کہ مسلم بھی ہو۔

انبیاء علیہم السلام سے خطا یا زلت کا سرزد ہو جانا بعض مسلمانون کے نزدیک جایز ہے مگر ایسی بے حیائی اور دنائت (کمینگی) کا صدور انبیاء علیہم السلام سے* محقق اہل اسلام تجویز نہین کرتے لہذا وہ اس قصہ کو صحیح نہین کہہ سکتے گو عیسائی اسکو صحیح جانین

* حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فقہ اکبر مین فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کفر وغیرہ کبایر و فواحش سے منزہ ہین "۔ فقہ اکبر کی شرح مین ملا علی قاری صاحب نے کہا ہے کہ وہ ایسے صغایر سے بھی منزہ ہین جن مین خست و دنائت پائی جاتی ہو جیسے لقمہ کی چوری وغیرہ "۔ ایسا ہی شرح مواقف مین فرمایا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر جلد اول مین بصفحہ (۴۵۸) انبیاء علیہم السلام کا کبایر و صغایر سے معصوم ہونا آیات قران سے ثابت کیا ہے اور جن دلایل سے اس کا خلاف مفہوم ہوتا ہے اسکا کافی جواب دیا ہے۔ ان دلایل کو دیکھکر کوئی مسلمان نہین کہہ سکتا کہ ایک نبی شراب پی کر بیٹیون کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا۔

* عیسائیون کو نشہ کی حالت مین لوط کا زنا تسلیم کرنا کیا مشکل ہے جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام سے ہوش و حواس کی سلامتی مین زنا کا واقع ہونا مانتے ہین۔ اڈیٹر

جو بجز مسیح علیہ السلام کسی نبی کو معصوم نہین جانتے)

دوسری دلیل یہ کہ اس قصہ مین جو حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیون کا قول منقول ہے کہ " زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے " یہ واقعہ کے خلاف ہے اور محض دروغ ہے۔ اُسوقت خاصکر سدوم وغیرہ بستیون کے لوگ ہلاک ہوے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ جس سے قحط الرجال ہو جاتا۔ اُن ہی بستیون کے پاس قریہ ضغر موجود تھا اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعاسے عذاب الٰہی سے بچ رہا۔ چنانچہ اون آیات کے پہلی آیات وغیرہ مین صاف بیان ہے ۱۸ - اور لوط نے اُن سے کہا کہ اے میرے خداوند ایسا نہو۔ ۱۹ - کہ اب دیکھ تو نے اپنے بندہ پر رحم کی نظر کی اور تو نے مجھ پر ایسا بڑا فضل کیا کہ میری جان بچائی

مقدس کتاب مین نبیون کے واقعات زنا کو صدق و اعتقاد کے ساتھ پڑھتے ہین ←

(۲) سموئیل کے باب ۱۱ مین ہے ۲ - اور ایکدن شام کو ایسا ہوا کہ داوٗد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہان سے اُسنے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی - تب داوٗد نے اُس عورت کا حال دریافت کرنیکو آدمی بھیجے - اونہون نے کہا العام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریا کی جورو نہین؟ اور داوٗد نے لوگ بھیجکے اوس عورت کو بُلا لیا - چنانچہ وہ اوس پاس آئی - اور وہ اُس سے ہمبستر ہوا - کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوئی - سو اوس نے داوٗد پاس خبر بھیجی کہ مین حاملہ ہون (مجموعہ توریت طبع مذکور ص ۳۱۴)

اسکے بعد اسمین یہ بیان ہے کہ داوٗد نے اوریا کو ایک لڑائی مین بھیجکر قتل کرایا اور اسکی عورت کو اپنی جورو بنایا - اور سلیمان نبی اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین

نعوذ باللہ من اکاذیبہم وافترائہم علی الانبیاء الصالحین ❊

مین ایسے پہاڑ پر نہین بہاگ سکتا۔ نہو کہ مجھ پر ایسی کوئی مصیبت پڑے کہ مین مرجاؤن۔ ۲۰۔ اب دیکھ یہ شہر قریب ہے کہ مین اس مین بھاگ جاؤن اور وہ چھوٹا ہے مرضی ہو تو وہان بھاگ کر جاؤن کیا وہ چھوٹا نہین ہے سو میری جان بچیگی۔ ۲۱۔ تب اوس نے اُسے کہا کہ دیکھ مینے اس بات مین بھی تیری عرض قبول کی کہ اس شہر کو جسکے واسطے تو نے کہا غارت نہ کرون گا۔ ۲۲۔ جلدی کر اور ادہر بھاگ کیونکہ جب تک تو وہان نہ پہونچے مین کچھ کر نہین سکتا ہون۔ اسواسطے اوس شہر کا نام صغر رکھا گیا۔ ۲۳۔ اور جسوقت لوط صغر مین داخل ہوا سورج کی روشنائی زمین پر پھیلی۔ ۲۴۔ تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندہک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی اور اسنے اُن شہرون کو اور اُس سارے میدان کو اور اون شہرون کے سب رہنے والون کو اور سب کچھ جو زمین پر اُگا تھا نیست و نابود کیا۔ (توریت طبع مذکور صفحہ ۲۱)

اس بیان صریح توریت سے اس قول کا دروغ ہونا ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ قصہ جس مین اکا ذیب درج ہین صادق قصہ ہے اور خدا سے صادق نے اپنی کلام صادق مین اسکو بلا رد و انکار نقل فرمایا ہے۔ غالباً یہہ اون یہودیون کا افترا ہے جو بنی مواب کے دشمن تھے اور وہ اون سے لڑتے رہتے تھے۔ انہون نے اس قصہ کو وضع اور توریت مین درج کرکے مو آبیون کو حرامی بنایا اور اپنی عداوت کو پورا کیا (واللہ اعلم)

اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بیان ہوا ہے کہ "توریت مین حضرت اسحق کو ذبیح قرار دیا ہے اور یہ کئی وجہ سے محرف ہے" ۔ اسکی تائید و تصدیق توریت کی کتاب پیدائش کے باب ۱۵- ۱۶- ۱۷- ۲۲- سے ہوتی ہے ❊

اسکے باب ۲۲ مین کہا ہے "ان باتون کے بعد یون ہوا کہ خدا نے ابرام کو آزمایا اور اُسے کہا کہ اے ابرام - وہ بولا کہ دیکھ مین حاضر ہون - تب اُسنے کہا کہ تو اپنے بیٹے - ہان اپنے اکلوتے جسے تو پیار کرتا ہے - اضحاق کو لے اور زمین موریاہ مین جا اور اُسے وہان پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر جو مین تجھے بتاؤن گا سوختنی قربانی کرنے چڑہا - ۳ - تب ابرہام تو ترکے اُٹھا اور اپنے گدھے پر چار جامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اضحاق کو لیا اور سوختنی قربانی کی لکڑیان چیرین اور اُٹھکر اُس جگہ جو خدا نے اُسے فرمایا تھا چلا - ۴ - تیسرے دن جب ابرہام نے اپنی آنکھ اُٹھا کر اوس جگہ کو دور سے دیکھا - ۵ - تب ابرہام نے اپنے جوانون سے کہا تم یہان گدھے پاس رہو مین اوس لڑکے کے ساتھ وہان تک جاؤن گا اور سجدہ کرکے پھر تمہارے پاس آؤن گا - ۶ - اور ابرہام نے سوختنی قربانی کی لکڑیان اپنے بیٹے اضحاق پر رکھین اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ مین لی اور دونون ساتھ ساتھ چلے - ۷ - تب اضحاق نے اپنے باپ ابرہام سے کہا کہ اے میرے باپ اُسنے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے مین حاضر ہون اُسنے کہا دیکھ کہ آگ اور لکڑیان تو ہین پر سوختنی قربانی کے لئے برہ کہان - ۸ - ابرہام نے کہا کہ اے میرے بیٹے کہ خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برہ کی تدبیر کرلے گا - سو وے دونون ساتھ ساتھ چلے - ۹ - اور وے اُس مقام پر جسکی بابت خدا نے اُس سے کہا تھا پہنچے - تب ابرہام نے وہان ایک قربان گاہ بنائی اور لکڑیان چُنین اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اوسے قربان گاہ مین لکڑی کے اوپر دھر دیا - ۱۰ - اور ابرہام نے اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے - ۱۱ - تو ہین خداوند کے فرشتہ نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرہام! اے ابرہام! وہ بولا مین حاضر ہون ۱۲ - پھر اُس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اُسے کچھ مت کر - کہ اب مینے جانا کہ تو خدا سے

ڈرتا ہے اسلئے کہ تونے اپنے بیٹے ہان اپنے اکلوتے کو مجہہ سے دریغ نہ کیا۔ (توریت طبع مذکور صہ ۲۷ و ۵۶)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ حضرت اسحٰق ذبیح ہین۔ اور وہی ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے ہین۔ اور یہ امر بیان باب ۱۵- ۱۶- ۱۷ کے صریح مخالف ہے۔

اسکے باب ۱۵ مین ہے۔ ان باتون کے بعد خدا کا کلام رویا۔ مین ابرہام پر اترا۔ اور کہا کہ ابرہام تومت ڈر مین تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہون۔ ۲۔ ابرہام نے کہا کہ اے خداوند خدا تو مجہہ کو کیا دیگا مین توبے اولاد جاتا ہون اور میرے گہر کا مختار دمشقی الیعزر ہے۔ ۳۔ پہر ابرہام نے کہا کہ دیکھ تونے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا۔ ۴۔ تب خداوند کا کلام اوس پر اُترا اور اوسنے کہا کہ یہ تیرا وارث نہ ہوئے کا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا" (توریت صہ ۱۶)

اور باب ۱۶ مین ہے۔ اور سری ابرہام کی جورو کوی لڑکا نہ جنی اور اُس کی ایک مصری لونڈی تھی جس کا نام ہاجرہ تھا اور سری نے ابرہام سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا۔ آپ میری لونڈی کے پاس جائیے۔ شاید اوس سے میرا گھر آباد ہووے اور ابرہام نے سری سے بات سنی۔ ۳۔ سو ابرہام کی جورو سری نے بعد اسکے کہ ابرہام کنعان کی زمین مین دس برس رہا تھا اپنی مصری لونڈی لیکے اپنے شوہر ابرہام کو دیا کہ اُسکی جورو ہو۔ ۴۔ اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُسنے معلوم کیا کہ مین حاملہ ہوئی تو اپنی بی بی کو حقیر جانا۔ ۵۔ تب سری نے ابرہام سے کہا کہ نا انصافی جو مجھ پر ہوئی تیرے ذمہ ہے۔ مینے اپنی لونڈی تجھے دی۔ اور اب جو اُسنے آپ کو حاملہ دیکھا تو مین اُسکی نظرون مین حقیر ہوگئی۔ میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے۔ ۶۔ ابرہام نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ مین ہے۔ جو تیری

نگاہ مین اچھا ہو تو اُس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اُسپر سختی کی اور وہ اُسکے سامنے سے
بھاگ گئی۔ ۷۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے میدان مین پانی کے ایک چشمے کے
پاس پایا یعنے اُس چشمہ کے پاس جو صور کی راہ پر ہے۔ ۸۔ اور اُسنے کہا کہ اے سری
کی لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آتی ہے اور کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بی بی سری
کے سامنے سے بھاگی ہون۔ ۹۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ تو اپنی بیبی
کے پاس پھر جا اور اُسکی تابع رہ۔ ۱۰۔ پھر خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ مین
تیری اولاد کو بہت بڑھاؤن گا۔ کہ وہ کثرت سے نہ گنی جاے۔ ۱۱۔ اور خداوند کے
فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا۔ کہ
خداوند نے تیرا دُکھ سن لیا۔ ۱۲۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے
ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا۔
۱۳۔ اور اُس نے خداوند کا نام جو اُس سے ہمکلام تھا یون لیا کہ اے خداوند تو مجھپر
نظر کرنے والا ہے۔ کہ وہ بولی کیا مین یہان دیکھنے کے بعد دیکھتی ہون۔ ۱۴۔ اس
سبب سے اُس کنوئین کا نام بیرلحی رائی رکھا وہ قادس اور برد کے درمیان ہے۔
۱۵۔ اور ہاجرہ ابرام کے لئے بیٹا جنی اور ابرام نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسمٰعیل
رکھا۔ ۱۶۔ اور جب ابرام کے لئے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا۔ تب ابرام چھیاسی [۸۶]
برس کا تھا"۔

اور باب ۱۷ مین ہے ۱۵۔ اور خدا نے ابرام سے کہا کہ تیری جورو سری
جو ہے تو اُسکو سری مت کہا کر بلکہ اُسکا نام سرہ ہے۔ ۱۶۔ اور مین اوسے برکت
دون گا اور اوس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشون گا۔ یقیناً مین اُسے برکت دون گا
کہ وہ قومون کی ماں ہوگی اور ملکون کے بادشاہ اُس سے پیدا ہون گے۔ ۱۷۔ تب
ابرام مونھہ کے بل گرا اور ہنسکے دل مین کہا کہ کیا سو برس کے مرد کو بیٹا پیدا ہوگا۔ اور کیا

سرہ جو نوے برس کی ہے جنے گی - ۱۸ - اور ابرہام نے خدا سے کہا کہ کاش کہ اسمعیل تیرے حضور جیتا رہے - ۱۹ - تب خدا نے کہا کہ بیشک تیری جورو سرہ تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی تو اسکا نام اضحاق رکھنا اور مین اُس سے اور بعد اُسکے اُسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے قائم کرون گا - ۲۰ - اور اسماعیل کے حق مین نے تیری سُنی دیکھ مین اُسے برکت دون گا اور اُسے برومند کرون گا - اور اُسے بہت بڑھاونگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اوس سے بڑی قوم بناؤن گا -"
(توریت طبع مذکور ص ۱۸ وغیرہ)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ چھیاسی برس کی عمر تک حضرت ابرہیم علیہ السلام بے اولاد رہے - وہ اولاد کے طالب ہوے - تو حضرت ہاجرہ کے شکم سے اُن کو حضرت اسمعیل علیہ السلام عطا ہوے جو اُن کے اکلوتے بیٹے تھے - اور آپ کی سو برس کی عمر تک وہی ایک فرزند رہے - سو برس کے جب آپ ہوگئے تب حضرت اسحق علیہ السلام بلا دعا و درخواست پیدا ہوے - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ باب ۲۲ کے بیان مین اہل کتاب کی تحریف ہے اسمین اولاً حضرت اسحق کو ذبیح کہنا صحیح نہین ہے - اور اگر ان ہی کو ذبیح کہنا صحیح ہو تو پھر اُن کو اکلوتا کہنا صحیح نہین -

الغرض بہ شہادت قران اس مین دو تحریفین ہوئی ہین اور بشہادت توریت ایک تحریف سے تو یہ بیان خالی نہین -

اور ابن القیم کی دوسری عبارت مین جو قصۂ یہودا کی زناکاری کا بیان ہوا ہے - وہ پیدائش کے باب ۳۸ مین بالفاظ ذیل منقول ہے ۶ - اور یہودا اپنے پلوٹھے عیر کے لئے ایک عورت بیاہ لایا - جسکا نام تمر تھا - ۷ - اور عیر یہودا کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ مین شریر تھا - سو خداوند نے اُسے مار ڈالا -

تب یہودا نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوج
ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا - ۹ - لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری
نہ کہلائیگی اور یون ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفہ کو زمین پر
ضائع کرتا تھا تا نہ ہووے کہ اوس کا بھائی اُس سے نسل پاوے - ۱۰ - اور اُس کا یہ
کام خداوند کی نظر مین بہت بُرا تھا - اسلئے اُسنے اُسے بھی ہلاک کیا - تب یہودا نے
اپنی بہو تمر کو کہا کہ اپنے باپ کے گھر مین بیوہ بیٹھی رہ - جبتک کہ میرا بیٹا سیلہ بڑا
ہو - کیونکہ اُسنے کہا نہ ہووے کہ وہ بھی اپنے بھائیون کی طرح مر جاوے - سو تمر اپنے
باپ کے گھر مین جا رہی - ۱۲ - اور بہت دن گذرے کہ سوع کی بیٹی یہودا کی جورو
مرگئی اور جب یہودا کو اُس کا غم بھولا تو وہ اپنے بھیڑون کی پشم کے کترنے والون کے
پاس تمنت مین اپنے دوست اددلامی حیرہ کے ساتھ گیا - ۱۳ - اور تمر سے یہہ کہا
گیا کہ دیکھ تیرا سسر اپنی بھیڑون کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے - ۱۴ - تب
اُسنے اپنی بیوگی کے کپڑون کو اُتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو لپیٹا اور عینیم
کے مدخل مین جو تمنت کے راستہ پر ہے جا بیٹھی - کیونکہ اوس نے دیکھا تھا کہ سیلہ
بڑا ہوا اور مجھے اُس کی جورو نہ کر دیا ہے - ۱۵ - یہودا اُسے دیکھ کر سمجھا کہ
کوئی کسبی ہے کیونکہ وہ اپنا مونہہ چھپاے ہوئے تھی - ۱۶ - اور وہ راہ سے اُنکی
طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے - کہ اُسنے
نجانا کہ یہ میری بہو ہے - وہ بولی کہ تو میرے ساتھ خلوت کریگا مجھے کیا دیگا - ۱۷ - وہ بولا
کہ مین گلے مین سے ایک بکری کا بچہ بھیجون گا - اوسنے کہا کہ تو مجھے جبتک اُسے
بھیجے کچھ گرو دیگا - ۱۸ - وہ بولا کہ مین کیا گرو تجھے دون - وہ بولی کہ اپنی چھاپ
اپنا بازوبند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ مین ہے - اُسنے دیا اور اوس کے ساتھ
خلوت کی اور وہ اوس سے حاملہ ہوئی - ۱۹ - پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی اور برقع

اُتار رکھا اور رانڈسالی کا جوڑا پہن لیا - ۲۰ - اور یہودا نے اپنے دوست ادولامی
کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا - تاکہ اوس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرو پھیر لاوے - پر اُسنے
اُسکو نہ پایا - ۲۱ - تب اُسنے اُس جگہ کے لوگون سے پوچھا کہ وہ بیسوا جو عینیم کے
راستہ پر نظر آتی تھی کہان ہے وہ بولے کہ یہان کسبی نہ تھی ۲۲ تب وہ یہودا کے پاس
پھر آیا اور کہا مین اُسے نہین پا سکتا ہون - اور وہان کے لوگ یہی کہتے ہین کہ کسبی
وہان نہین تھی - ۲۳ - یہودا بولا کہ خیر وہی لیوے - نہ ہو کہ ہم بدنام ہووین دیکھ مینے
تو بکری کا بچہ بھیجا پر تونے اُسے نہ پایا - ۲۴ - اور یون ہوا کہ قریب تین مہینے
کے بعد یہودا سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور دیکھ اُسے چھنالے کا حمل
بھی ہے - یہودا بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جاوے - ۲۵ - جب وہ نکالی
گئی اُسنے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اوس شخص کا حمل ہے جسکی یہ چیزین ہین -
اور کہا کہ دریافت کیجے کہ یہ چھاپ اور بازوبند اور عصاہ* کسکا ہے - تب یہودا نے
اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھسے زیادہ صادق ہے کیونکہ مین نے اُسے سیلہ کو نہ دیا
لیکن وہ آگے کو اوس سے ہمبستر نہوا - ۲۷ - اور اُس کے جننے کے وقت مین
یون ہوا کہ اُس کے پیٹ مین توأم تھے - ۲۸ - اور جب وہ جننے لگی تو ایک کا
ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑ کے اوس کے ہاتھ مین ناڑا باندھکر کہا کہ یہ پہلے
نکلا - ۲۹ - اور یون ہوا کہ اُس نے ہاتھ اپنا پھر کھینچ لیا اور کیا دیکھتی ہے کہ
وہ نہین اُسکا بھائی نکل آیا - اور وہ بولی تو کیا ہے پہاڑتا ہے یہہ پہاڑ تجھ پر
آوے گی - سو اوس کا نام پھارس رکھا گیا جسکے ہاتھ مین ناڑا باندھا تھا نکل آیا

* عصا صاد سے چاہیے لفظی تحریف ان کتب کا لازمہ ہوا تو خطی غلطی بھی انکے
لئے مناسب ہے ؂

اور اسکا نام ضارہ رکھا گیا (توریت طبع مذکور صفحہ ۵۰ و ۵۱)

اس قصہ کے بعض الفاظ[1] کو گو نقل و بیان ابن القیم سے اختلاف ہے مگر اسکے اصل مقصود مین کہ یہودا نے اپنی بہو سے زنا کیا اتفاق ہے -

اس قصہ کے وضعی اور محرف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس

قصہ مین پھارس کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور ولد الزنا کا حکم استثنا باب ۲۳ - آیت ۲ مین بیان ہوا ہے کہ اوس کی دس پشت تک کے لوگ خدا کی جماعت مین داخل نہ ہون گے - و معہذا کتاب روت کے باب ۴ - آیت ۱۰ - اور انجیل متی کے باب ۱ - آیت ۶ مین حضرت داود نبی کو اس پھارس کے سلسلہ نسل مین دسوین جگہ شمار کیا ہے اِس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اس بیان مین کہین نہ کہین تحریف و افترا یہودیون کا دخل ضرور ہے - یا اصل قصہ محض جعلی ہے اور یہودا سے زنا نہین ہوا اور اگر ہوا ہے تو پھارس اس زنا سے پیدا نہین ہوا - وہ اسی زنا کا تخم ہے تو حضرت داود علیہ السلام اسکی نسل سے نہین - وہ (معاذ اللہ) اُسکی نسل مین ہین تو اِس حکم استثنا مین تحریف ہوئی تھی کہ زانی کی اولاد دس پشت تک خدا کی جماعت مین داخل نہین ہو سکتی

---

[1] مثلاً ابن القیم نے یہودا کی بہو کا نام تاما لکھا ہے - اور اس عبارت مین ترجمہ وہان چہت پر دیکھنے سے زنا کا وقوع ہونا بیان کیا ہے - یہان عینیم کے رستہ مین - و علی ہذا القیاس اور اختلاف ہے جس سے اصل مقصود مین فرق نہین آتا اور یہ اختلاف بھی موجودہ توریت ہی کے نسخون کے اختلاف کا ثمرہ معلوم ہوتا ہے - مسلمانون کو اس اختلاف کے پیدا کرنے سے کوئی فایدہ نہ تھا ‎*

اب ہم اپنے ہم ان دعاوی کی تائید وتصدیق کے لئے حوالجات مذکورہ کی اصل عبارت نقل کرتے ہین ۔

پھارس کا اسی زنا سے پیدا ہونا تو عبارت منقولہ بالا مین بیان ہوچکا ہے

نسلِ زنا کا خدا کی جماعت مین داخل نہ ہونا آیات ذیل

مین ہے ۔ جو استثنا ۲۳ مین ہین

جسکے خصئے کچلے گئے ہون یا آلت کاٹی گئی ہو ۔ وہ خدا کی جماعت مین داخل نہووے حرامی بچہ خداوند کی جماعت مین داخل نہووے ۔ اُسکی دس پشت خداوند کی جماعت مین شامل نہووے ۔ (توریت طبع مذکور ص ۲۶۰)

حضرت داؤد علیہ السلام کا نسلِ پھارس سے ہونا روت ۴ کی آیات

ذیل مین مذکور ہے ۔

۱۸ ۔ سو پھارس کا نسل نامہ یہ ہے کہ پھارس سے حصرون پیدا ہوا ۔ ۱۹ ۔ حصرون سے رام پیدا ہوا اور رام سے عمیناداب پیدا ہوا ۔ ۲۰ ۔ اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا ۔ ۲۱ ۔ اور سلمون سے بوعز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید پیدا ہوا ۔ اور عوبید سے یسی پیدا ہوا اور یسی سے داؤد ۔ (توریت طبع مذکور ص ۳۵۳) اور انجیل متی کے باب اول مین ہے ۔

(۳) اور یہوداسے پھارس اور زارح تمر کی پیٹ سے پیدا ہوئے اور پھارس سے حصرومٌ پیدا ہوا اور حصروم سے ارام پیدا ہوا ۔ اور ارام سے عمیناداب پیدا ہوا اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا ۔ اور سلمون سے

ٌ حصرون اور حصروم اور رام اور ارام کا جو مولوی عبدالحق بسنتاوی انجیل مین اختلاف پایا جاتا ہے یہ ان ہی کتابون کا اثر ہے ۔

بو عز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسی اور یسی سے داود بادشاہ (متی کی انجیل مطبوعہ مطبع مذکور ص ۱)

اس سے بھی عجیب ایک مثال تحریف نقلی کی ہم بیان کرتے ہین جس سے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہون گے۔ توریت کی کتاب خروج مین حضرت ہارون ع کو بانی گوسالہ پرستی بنایا ہے اور خداپرستون کے زمرہ سے خارج کیا۔ جسکے کذب و افترا ہونے پر قران بھی شاہد ہے۔ اور موجودہ توریت جسمین یہ افترا پایا جاتا ہے نیز شاہد ہے۔ چونکہ اُسی قصہ کے بعض الفاظ سے ہم اس قصہ مین افترا کا پایا جانا ثابت کیا چاہتے ہین اسلئے اس مقام کی تمام عبارت نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین **خروج** کے باب ۳۲ مین ہے۔

اور جب لوگون نے دیکھا کہ موسی پہاڑ سے اُترنے مین دیری کرتا ہے تو وے ہارون کے پاس جمع ہوے اور اُسے کہا کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلین۔ کیونکہ یہ مرد موسی جو ہمین مصر کے ملک سے نکال لایا ہم نہین جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ ۲۔ ہارون نے اُنہین کہا کہ زیور سونے کے جو تمہاری جورؤن اور تمہارے بیٹون اور تمہاری بیٹیون کے کانون مین ہین توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ ۳۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو اُن کے کانون مین تھے توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے ہین۔ اور اُس نے اُن کے ہاتھون سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھالکر اسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور اُنھون نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہین مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ۵۔ اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی۔ اور ہارون نے یہ کہکے منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے ۶ اور دوسرے صبح کو اُٹھے اور سوختنی قربانیان چڑھائین اور سلامتی کی قربانیان گذرانین اور سب لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اُٹھے۔ ۷۔ تب خداوند نے موسی کو کہا کہ اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہین تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ خراب ہو گئے ہین۔

۸ - وے اُس راہ سے جو مینے اُنہین فرمائی جلد پہر گئے ہین - اُنہون نے اپنے لئے
ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا اور اُسے پوجا اور اُس کے لئے قربانی ذبح کرکے کہا کہ اے اسرائیل
یہ تمہارا معبود ہے جو تمہین مصر کے ملک سے چھڑا لایا - ۹ - پہر خداوند نے موسیٰ
سے کہا کہ مین اِس قوم کو دیکھتا ہون کہ ایک گردن کش قوم ہے - ۱۰ - اب تو مجھ کو
چھوڑ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور مین اُنھین بھسم کرون - اور مین تجھ سے ایک
بڑی قوم بناؤن گا - ۱۱ - تب موسیٰ نے خداوند اپنے خدا کے آگے منت کرکے کہا کہ
اے خداوند کیون تیرا غضب اپنے لوگون پر جنہین تو شہزوری اور زبردستی کے
ساتھ مصر کے ملک مین سے نکال لایا بھڑکتا ہے - ۱۲ - کس لئے مصری بولین اور
کہین کہ وہ اُن کو یہان سے بدی کے لئے نکال لے گیا - تا کہ اُن کو پہاڑون مین مار
ڈالے اور اُن کو روے زمین پر سے ہلاک کرے - اپنے غضب کے بھڑکنے سے
باز رہ اور اپنے لوگون کو بدی پہنچانے سے پہر جا - ۱۳ - تو ابرہام اور اضحاق اور
اسرائیل اپنے بندون کو یاد کر - جن سے تو نے اپنی ہی قسم کہائی - اور اون سے کہا
کہ مین تمہاری نسل کو آسمان کے تارون کی مانند بڑہاؤن گا - اور یہ سارا ملک
جسکے حق مین مینے کہا سو مین تمہاری نسل کو بخشون گا کہ ابد تک اُسکے مالک ہون -
۱۴ - تب خداوند نے اُس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگون سے کرے
پچھتایا - ۱۵ - اور موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اُتر گیا اور شہادت کے دونون تختے
اُسکے ہاتھ مین تھے - وے تختے لکھے ہوے تہے - دونون طرف ادہر اور
اُدھر لکھے ہوئے تھے - ۱۶ - اور وے تختے خدا کے کام سے تھے - اور جو لکھا
ہوا سو خدا کا لکھا ہوا - اور اون پر کندہ کیا ہوا تھا - ۱۷ - اور جب یشوع نے
لوگون کی آواز جو پکار رہے تھے سُنی - تو موسیٰ سے کہا کہ لشکرگاہ مین لڑائی کی
آواز ہے - ۱۸ - موسیٰ بولا کہ یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز - نہ شکست کے شور کی آواز

بلکہ گانے کی آواز مین سنتا ہون۔ ۱۹۔ اور یون ہوا کہ جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا
اور بچھڑا اور راگ ناچ دیکھا۔ تب موسی کا غضب بھڑکا اور اُسنے تختے اپنے ہاتھون سے
پھینک دیئے اور پہاڑ کے تلے توڑ ڈالے۔ ۲۰۔ اور اُس نے اُس بچھڑے کو جسے
اُنہون نے بنایا تھا اور اُس کو آگ سے جلایا اور پیسکر خاک سے بنایا اور اُسکو پانی پر
چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ ۲۱۔ اور موسی نے ہارون کو کہا کہ ان لوگون نے تجھ سے
کیا کیا۔ کہ تو اون پر ایسا بڑا گناہ لایا۔ ۲۲۔ ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب
نہ بھڑکے۔ تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے۔ ۲۳۔ سو اونہون نے
مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا۔ جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسی جو ہمین
مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ ہم جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ ۲۴۔ تب مینے اُنہین کہا
کہ جس کسی کے پاس سونا ہو وہ توڑ لاوے۔ اونہون نے مجھے دیا۔ اور مین نے
اُسے آگ مین ڈالا۔ سو یہ بچھڑا نکلا۔ ۲۵۔ اور جب موسی نے لوگون کو دیکھا
کہ وے بے قید ہو گئے۔ کہ ہارون نے اُنہین اُن کے مخالفون کے روبرو اُن کی
رسوائی کے لئے بے قید کرایا تھا۔ ۲۶۔ تب موسی لشکر گاہ کے دروازے پر
کھڑا ہوا۔ اور کہا جو خداوند کی طرف ہو سو میرے پاس آوے۔ تب سب بنی لاوی
اُس پاس جمع ہوے۔ ۲۷۔ اور اُسنے اُنہین کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے
فرمایا ہے کہ تم مین سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے۔ اور ایک دروازے سے
دوسرے دروازے تک تمام لشکر گاہ مین گذرتے پھرو اور ہر مرد تم مین سے
اپنے بھائی کو۔ ہر ایک آدمی اور اپنے دوست کو۔ اور ہر ایک آدمی اپنے قریب
کو۔ قتل کرے۔ ۲۸۔ اور بنی لاوی نے موسی کے کہنے کے موافق کیا۔ چنانچہ
اُس دن لوگون مین سے قریب تین ہزار مرد مارے پڑے۔ ۲۹۔ اور موسی
نے کہا کہ آج خداوند کے لئے اپنے تئین مخصوص کرو۔ ہر ایک مرد اپنے بیٹے۔ اور اپنے

بھائی پر حملہ کرے تاکہ وہ تمہین آج ہی برکت دیوے - اور آج اپنے اوپر برکت لاؤ
۳۰ - اور دوسرے دن صبح کو یون ہوا کہ موسی نے لوگون سے کہا کہ تم نے بڑا
گناہ کیا - اور اب مین خداوند کے پاس اوپر جاتا ہون - کہ شاید مین تمہارے
گناہ کا کفارہ کرون - ۳۱ - چنانچہ موسی خداوند کے پاس پھر گیا - اور کہا
کہ ہائے - ان لوگون نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا معبود بنایا - ۳۲ -
اور اب کاش کہ تو اُن کا گناہ معاف کرتا - مگر نہین تو مین تیری منت کرتا ہون
کہ مجھے اپنے اُس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے میٹ دے - ۳۳ - اور خداوند نے
موسی سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے - مین اُسی کو اپنے دفتر سے میٹ
دون گا - ۳۴ - اور اب روانہ ہو کہ لوگون کو جہان مینے تجھے کہا ہے لے جا -
دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے چلے گا - لیکن مین اپنے مطالب کے دن مین
اون سے اون کی خطا کا مطالبہ کرون گا - ۳۵ - اور خداوند نے اون کے
بچھڑے بنانے کے سبب جسے ہارون نے بنایا تھا - لوگون پر مری
بھیجی" ۔ (توریت طبع مذکور صفحہ ۱۱۴)

اس قصہ مین افترا و تحریف کی موجود پر قران کی یہ شہادت ہے جو سورہ طہ مین

قال فانا قد فتنا قومك من بعدك واضلهم السامری ۰ فرجع موسی الی قومه غضبان اسفا قال يقوم الم يعدكم ربكم وعدا حسنا افطال عليكم العهد ام اردتم ان يحل عليكم غضب من ربكم فاخلفتم موعدی قالوا ما اخلفنا موعدك بملكنا ولكنا حملنا اوزارا من	ارشاد ہے خدا تعالی نے (موسی کو) فرمایا ہمنے تیرے پیچھے تیری قوم کو جانچا ہے - اور سامری نے انکو بہکا دیا - موسی غصہ مین پچھتاتا اپنی قوم کیطرف پھرا (تو) بولا اے میری قوم خدا نے تمہین اچھا وعدہ نہ دیا تھا ؟ کیا اُسکی مدت بڑھ گئی تھی (نہین) بلکہ تم نے

زينة القوم فقذفنها فكذلك القى السامري ۝
فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار فقالوا هذا
الهكم واله موسى فنسي ۝ افلا يرون
الا يرجع اليهم قولا ولا يملك لهم ضرا ولا نفعا
ولقد قال لهم هرون من قبل يقوم
انما فتنتم به وان ربكم الرحمن فاتبعوني
واطيعوا امري ۝ قالوا لن نبرح عليه
عكفين حتى يرجع الينا موسى ۝ قال
يهرون ما منعك اذ رايتهم ضلوا ۝ الا
تتبعن افعصيت امري ۝ قال يبنؤم
لا تاخذ بلحيتي ولا براسي اني خشيت
ان تقول فرقت بين بني اسراءيل ولم
ترقب قولي ۝ قال فما خطبك يسامري ۝
قال بصرت بما لم يبصروا به فقبضت
قبضة من اثر الرسول فنبذتها و
كذلك سولت لي نفسي ۝

(طہ ۶ ۴ و ۵)

یہ چاہا کہ تم پر خدا کا غضب اترے - سو
تمنے میرے عہد (حکم) کا (کہ خدا کی اطاعت
پر قائم رہنا یا میرے پیچھے چلے آنا) خلاف
کیا وہ بولے ہمنے اپنے اختیار سے تیرے
حکم کا خلاف نہیں کیا ولیکن ہمکو قوم (قبط)
کے زیور کا بہت سا بوجھ اٹھانا پڑا تھا
اسکو ہم نے (بھٹی میں جلانے کو) پھینک
دیا - سامری نے بھی اسمین پھینک دیا
(جس سے) انکو بچھڑا نکال دیا جو آواز
دار جسم تھا پھر وہ لوگ بولے تمہارا اور
موسی کا معبود یہ ہے - وہ بھول گیا (کہ
دوسرے معبود کی تلاش مین گیا ہے) انہون
نے یہ خیال نہ کیا کہ وہ بچھڑا تو بات کا جواب
نہین دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا
اختیار رکھتا ہے (پھر وہ معبود کیونکر ہو سکتا
ہے) بیشک ہارون نے ان سے پہلے
ہی کہدیا تھا کہ اے میری قوم (اس بچھڑے
سے) تمہارا امتحان ہوا ہے (کہ تم اسکو پوجتے ہو یا خدا کو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمپر
رحم کرتا ہے (نہ بچھڑا جو کچھ نہین کرتا) تم میرے پیچھے لگو - اور میرا کہا مانو (یعنے اس
بچھڑے کی عبادت نکرو) وہ بولے ہم تو اس (کی پوجا) پر جمے رہین گے - جبتک
[illegible]

کسنے روکا۔ جب تو نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ بہک گئے ہین۔ کیا تو بھی میرا نافرمان ہوگیا۔ اُسنے کہا اے میری ماکے بیٹے۔ میری ڈاہڑی نہ پکڑ اور نہ میرا سر۔ مین (اس سے) ڈرا کہ تم کہوگے تو نے بنی اسرائیل مین (ان سے الگ ہوکر) پہوٹ ڈال دی اور میری بات یاد نہ رکھی (میرے پیچھے میری جگہ ٹہر اور سنوار تا رہ) موسی نے (سامری کو) کہا تجھے کیا ہوگیا۔ وہ بولا مینے دیکھ لیا جو کسی نے نہ دیکھا پہر مینے بھیجے ہوئے (جبرئیل) کے پاؤن کے نیچے سے مٹھی بھر لی اور وہ مینے (اس بچھڑے مین) ڈال دی۔ (جس سے اسمین جان پڑگئی) میرے جی نے یہی مجھے یہ بات اچھی بتائی"

اس شہادت سے صاف ثابت ہے کہ بچھڑا سامری نے بنایا اور پوجوایا تھا حضرت ہارون علیہ السلام اسکے بنانے مین شریک نہین ہوئے اور نہ اُسکے پوجے جانے مین خوش رہے۔ وہ اُس کی عبادت سے بالغ رہے اور قوم کو عبادت خدا کی طرف بلاتے رہے۔

توریت کے بعض الفاظ کی شہادت اس قصہ مین تحریف و افترا کے وجود پر اس طور پر پائی جاتی ہے کہ اسی باب خروج کی آیت ۳۳ مین بیان ہے کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ جسنے میرا گناہ کیا ہے مین اُسی کو اپنے دفتر سے مٹا دونگا اور آیت ۳۵ مین ہے کہ خدا نے اُس بچھڑے کے بنانے کے سبب لوگون پر مری بھیجی اور آیت ۲۸ مین ہے کہ اوس جرم گوسالہ پرستی کے سبب تین ہزار آدمی ایک دن مارے گئے اور یہ بات ثابت و مسلم ہے کہ حضرت ہارون ان تینون ہزارون مین سے کسی تعداد مین شامل و شریک نہین کئے گئے۔ وہ وبا (مری) کے عذاب مین مبتلا ہوئے نہ قتل کئے گئے اور نہ خدا کے دفتر سے اُنکا نام مٹایا گیا بلکہ وہ اوسوقت اور اُسکے بعد بھی خدا کی بارگاہ مین برگزیدہ اور مقدس قرار

پائے چنانچہ زبور ۱۰۵ ۔ آیت ۲۶ مین ہارون کو برگزیدہ کہا گیا ہے اور زبور صفحہ ۱۰۶ ۔ آیت ۱۶ و ۱۷ مین ہارون کو مقدس کہا گیا اور یہ بیان ہوا ہے کہ خدا نے اُسکے حاسدون کو ہی زمین مین دہسا دیا ہے"۔ اور یہ واقعہ اوس واقعہ گوسالہ سے پیچھے ہوا ہے۔

دیئے گئے اور اون ہی کی نسل مین کاہن کا عہدہ مقرر رہا ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بچھڑا بنانے یا اسکے پوجنے مین شریک نہین ہوئے - موتی توان سطرون سے نتیجہ اور شیخ الاسلام **حافظ ابن حجر کی عبارت** مین اور **حافظ ابن القیم کی** پہلی عبارت مین جو **بخت نصر** کے عہد مین توریت کا ضائع ہو جانا اور امام رازی کی عبارت مین **محافظین** توریت کا کم ہو جانا و بنا بر آن علیہ اسمین وقوع تحریف کا آسان ہونا بیان ہوا ہے اسکی تائید و تصدیق عیسائیون کے اقوال ذیل مین پائی جاتی ہے (جو کتاب اعجاز عیسوی مین منقول ہین)

باب اول کتاب اول مقابیس مین ہے کہ انٹیوکس شہنشاہ فرنگستان نے اورشلیم کو فتح کرکے عہد عتیق کی کتابون کے جتنے نسخے جہان سے اُسے ملے پھاڑ کر جلا دیئے اور حکم دیا کہ جسکے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کی رسم بجا لاویگا مار ڈالا جاویگا اور ہر مہینے مین تحقیق اسکی عمل مین آتی تھی اور جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت بجا لایا وہ مارا جاتا - اور کتاب تلف کی جاتی تھی -

ملنر کاتلک اپنی کتاب مین جو ۱۸۴۳ء مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہے صفحہ ۱۱۵ مین لکھتا ہے کہ علما کا اسپر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ توریت اور اسی طرح اصل نسخے اور کتابون عہد عتیق کے شہر اورشلیم اور ہیکل کے ساتھ ہاتھون لشکر بخت نصر سے غارت ہوئے - اور جب صحیح نقلین اونکی پھر بطفیل عزرا کے ہوئین وہ نسخے نقلون کے بھی حادثہ انٹیوکس مین ضائع ہوئے اور پھر گواہی اون کتابون کی صداقت کی نہ تھی جب تک کہ مسیح اور حواریون نے اون کی صداقت کی گواہی نہ دی تھی "-

انجیل کے دعوی صحت اور ان کتب کی حمایت مین عیسائیون سے کم نہین) ان واقعات کو تسلیم کرتے ہین اور بناءً علیہ ان کتب مین وقوع اغلاط اور کمی کے قائل ہو گئے ہین گو اوسکو آپ تحریف لفظی سے نہین کہتے غلطی یا کمی سے تعبیر کرتے ہین جسمین آپ اپنی خاص اصطلاح کے پابند ہین۔

آپ تبیین الکلام کے صفحہ ۳۴۴ مین فرماتے ہین "بعض علماء مسیحی کہتے ہین کہ یہ بات بے بنیاد ہے کہ مقدس کتابون مین سے کوئی تحریر جاتی رہی ہے۔ بلکہ مقدس تحریرون مین سے نہ کوئی تحریر کھوئی گئی ہے اور نہ کھوئی جا سکتی ہے۔ مگر اپنے دعوے کے اثبات کے لئے وہ ایسی دلیلین پیش کرتے ہین جو کسی طرح کافی نہین ہین۔ اون کی دلیلون کا طرز کلام یہ ہے کہ مقتضائے حکمت کا یہ نہین ہے کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی تھی پھر اُسکو ایسا معدوم کر دے کہ پھر ہاتھ نہ آسکے اور اگر وہ انسان کی تربیت کے لائق نہ تھین تو اون کو پہلے ہی کیون دیا تھا۔ معہذا ایمان دار لوگ ہمیشہ اون کتابون کو عزیز رکھتے ہین اور وہ دور دور پھیل گئی تھین۔ پھر کیونکر معدوم ہو سکتی ہین۔ علاوہ اسکے اگرچہ اون کتابون (۱) کو الہامی لکھنے والون نے لکھا ہو۔ مگر یہ ضرور نہین کہ وہ بھی الہامی ہون اسلئے کہ الہامی لکھنے والون کی ہر تحریر کا الہامی ہونا ضرور نہین ہے۔ اسلئے وہ کتابین مقدس کتابون مین داخل نہ تھین سوائے اسکے اگلے زمانہ مین ہر ایک چھوٹی سی تحریر پر بھی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تھے۔ پس اون کتابون کے بعض مطالب جو روحانی تربیت سے متعلق تھے تو اون کے نہونے سے بائبل مین کچھ نقصان نہین۔ مگر یہ ظاہر ہے (صاحب تبیین الکلام

(۱) یعنے جو گم اور تلف ہوئی ہین"

فرماتے ہین کہ ادنی تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دلیلین کافی نہین ہین جو کتاب روح قدس کی سے دی گئین ہون - اُس کے معدوم ہو جانے سے حکمت الٰہی مین کچھ نقصان نہین ہو سکتا اگر ایک ہی کتاب انسان کی ہر حالت کی تربیت کو کافی ہوتی تو اولڈ ٹسٹمنٹ* کے بعد نیو ٹسٹمنٹ کی حاجت کا ہیکو ہوتی - ایمان دار لوگ بلا شبہ الہامی کتابون کو عزیز رکھتے ہین - مگر عام مصیبت کی حالتون مین جو انسان کو مقتضے اوسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کر دیتی ہین (خصوصاً وہ پے در پے کی مصیبتین جو یہودیون پر پڑین) ایسی عزیز تحریرون کا جاتا رہنا کچھ خلاف نیچر کے نہین ہے - علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ ایک جگہ جمع تھین - بلکہ متفرق ٹکڑے لوگون کے پاس تھے - ان کتابون کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے - خصوصاً جبکہ خود الہامی لکھنے والون نے اون سے استخراج کیا ہو - یا اونکی طرف اشارہ کیا ہو - فرض کیا جاوے کہ ان کے تمام مطالب کتب مقدسہ مین ہون اور کتب مقدسہ کو اون کی حاجت نہ ہو مگر اس مقام پر اسکی بحث نہین ہے - بلکہ صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتدبہ صحیح کتابین تھین جو اب معدوم ہین اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اس سے بڑے بڑے علمار مسیحی نے اقرار کیا ہے -

مغرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مین جو ۱۸۳۴ء مین لنڈن مین چھپی ہے ذیل سوال دوم مین لکھتے ہین کہ یہ کتابین جنمین حضرت مسیح علیہ السلام کو ناصری کہا گیا تھا (اور جسکا ذکر مقدس متی نے باب ۲ درس ۲۳ مین لکھا ہے)

---

* اولڈ ٹسٹمنٹ عہد نامہ قدیم توریت وغیرہ - نیو ٹسٹمنٹ عہد نامہ جدید انجیل وغیرہ ہو * انجیل مطبوعہ مرزاپور صفحہ ۳ ملاحظہ ہو (ایڈیٹر)

نیست و نابود ہوگئی تھین اسلئے کہ جو کتابین منسوب کی گئی ہے جو دہن کسی مین حضرت مسیح کو ناصری نہین لکھا ہی کہ بیرڈ ہم صاحب اپنی تفسیر مین لکھتا ہی
اور پیغمبرونکی بہت سی کتابین ناپید ہوگئی ہین اسلئے کہ یہودیون نے غفلت کی تھی بلکہ بیدینی سے بعض کتابونکو کھو دیا اور بعض کو پہاڑ ڈالا اور بعض کو جلادیا

تفسیر ڈوائیلی مین ہے۔ کہ اس بادشاہ روشنضمیر یعنے سلیمان علیہ السلام نے اوس دانائی کو جو اوس نے پائی انسانون کے فائدہ کے واسطے استعمال مین لانا چاہا۔ اور بہت سی کتابین اونکی تعلیم کے واسطے لکھین۔ مگر حضرت عزرا نے صرف تین کو مقدس کتابون مین داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابون مین داخل نہین کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہین بنائی گئی تھین یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئی تھین۔

تفسیر ڈوائیلی مین ذیل شرح درس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے۔ اور اس مشہور پیغام مین جو نینوے کو لے گئے تھے ہے اور اون پیشین گوئیون کو جن سے اوس نے بادشاہ یربعام کو سرپا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہ لکھا ہوا نہین پاتے۔ اسکا سبب صرف یہی نہین ہے کہ بہت سے پیغمبرون کی تحریرین ہمارے پاس نہین ہین بلکہ یہ بہی ہے کہ پیغمبرون نے بہت سی پیشین گوئیون کو لکھا ہی نہین۔

غرضکہ ہر طرح سے یہ بات ثابت ہو کہ ان مقدس کتابون کے سوا اور بھی کتابین تھین جو مدت سے ناپید ہوگئی تھین۔

یہ توریت اور محافظین توریت پر حوادث واقع ہونے اور اوس کے سبب الفاظ کے بدل جانے اور کتب کے کہوئے جانے کا بیان ہے۔ ایسی ہی انجیل اور انجیل والون پر مصائب واقع ہوئی ہین جن سے انجیل مین وقوع تحریف وتبدیل سہل وآسان تہا۔

لارڈنر ساتوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۵۲۳ مین لکھتا ہے کہ ایچ کے چھینے

سنہ ۶۱۹ء جلوسی ویو کلیشین مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسی گرائی جاوین اور کتب مقدسہ جلائی جاوین - پھر صفحہ ۲۲۳ مین لکہتا ہے کہ یوسی بیس بڑے غم سے کہتا ہے کہ اُسنے بچشم خود دیکہا کہ کلیسی بنیاد سے گرائی گئی اور کتب مقدسہ بازارون مین جلائی گئین - اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ کلیسا کے جو سنہ ۱۸۴۸ء مین چہپی ہے صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین کہ سنہ ۳۰۳ء مین ایک نہایت سخت اشتہار کیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحون کا عبادت کے واسطے جمع ہونا ممنوع اور باعث قتل کا ہوگا عبادت خانے مسمار اور اوجاڑے جاوین - عیسائیون کی کتابین تلاش کرکے جلائی جاوین الخ - پہر صفحہ ۱۳۰ مین لکھتے ہین کہ عیسائیون کی کتابین خصوص خدا کی پاک کتاب جسکو وے اپنی جان کے برابر عزیز رکھتے تھے اوسکی جتنی جلدین تلاش سے ملین جلائی گئین اور جسکے یہان نہین پائی گئین یا جسنے چہپا رکھین اور دینے سے انکار کیا سخت عذاب مین پہنسا" - ایسا ہی صاحب اعجاز نے نقل کیا ہے"

اور حافظ ابن القیم کی یہاں عبارت میں جو بیان ہوا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کتاب توریت صرف بنی لیوی کو دی تہی - عامہ بنی اسرائیل کو اونکی شرارت و اختلاف کے خوف سے سپرد نہ کی تہی (جس سے محافظین توریت کے پہلے ہی زمانہ سے قلت ثابت ہوتی ہے) اسکی تصدیق کتاب استثنا و کتاب دوم سلاطین و کتاب دوم تواریخ سے ہوتی ہے -

استثنا کے باب ۱۷ مین ہے ۱۸ - یون ہوگا کہ جب وہ (یعنی بادشاہ وقت) اپنے تخت سلطنت پر جلوس کرے تو اپنے واسطے شریعت کی ایک نقل اُسمین سے جو لاوی تھا : کاہنون کے حضور ہی کتاب مین لکہے" (توریت صفحہ ۲۵۳)

اور اسکے باب ۳۱ مین ہے - ۹ - اور موسی سے نے اس شریعت کو لکہا اور بنی لیوی

کاہنون کے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اُٹھاتے تھے اور اسرائیل کے سارے بزرگون کے حوالہ کیا - ۱۰- اور موسی نے انہین یہ کہکے فرمایا کہ ہر ایک سات برس کے اخیر چھٹکارا دینے کے معین وقت پر خیمون کی عید مین - ۱۱- جب کہ سارا اسرائیل خداوند تیرے خدا کے آگے اوس جگہ پر جسے وہ پسند کریگا حاضر ہوا کرے - تو تو اس شریعت کو پڑھکے سارے اسرائیل کو سنایا کریو × ۲۴ × اور ایسا ہوا کہ جب موسی اس شریعت کی باتون کو کتاب مین لکھ چکا اور وے تمام ہوئین ۲۵- موسی نے لاویون کو جو خداوند کے عہد کے صندوق اُٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل مین رکھو تاکہ وہ تمہارے برخلاف گواہ رہے - ۲۷- کیونکہ مین تیری بغاوت اور تیری گردن کشی کو جانتا ہون - دیکھ کہ ہنوز مین جیتا اور آج کے دن تک تمہارے ساتھ ہون - تم نے خداوند کی بغاوت کی ہے - تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ کروگے - ۲۸- اپنے فرقہ کے سارے بزرگون اور منصب دارون کو مجھ پاس جمع کرو - تاکہ مین یہ باتین اون کے کانون تک پہنچا دون - اور آسمان اور زمین کو اون پر گواہ کرون ۲۹- کیونکہ مین جانتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے تئین خراب کروگے - اور اوس راہ سے جسکی بابت مینے تم کو حکم دیا ہے پھر جاؤگے - اور کہ آخری دنون مین تمپر بدی پڑیگی - اسلئے کہ تم خداوند کے حضور بدی کروگے کہ اپنے ہاتھ کے کامون سے اُسے غصہ دلاوگے - ۳۰- سو موسی نے اس گیت کی باتین اسرائیل کی ساری جماعت کو کہہ سنائین - یہان تک کہ وے تمام ہوئین (توریت ص ۲۸۳ و ۲۸۴)

ایسا ہی کتاب دوم سلاطین کے باب ۲۲- آیت ۸ اور کتاب دوم تواریخ باب ۳۴- آیت ۱۴ مین مذکور ہے - کہ یہہ کتاب لاوی، کاہنون کے پاس

رہی ہے۔

ان شہادات سے بخوبی ثابت ہے کہ جو علماء اسلام نے توریت مین تحریف لفظی واقع ہونے کی وجہ اوس کے محافظین کی قلت اور مختلف اوقات مین اون کی قتل و ذلت بیان کی ہے یہ اون ہی کی معتبر کتابون سے ثابت ہی۔

ایک سبب اس تحریف کے واقع اور سہل الوقوع ہونے کا اون کی کتابون مین بہی یہ بیان ہوا ہے کہ ابتدا سے بہت صدیون تک اِن کتابون کے لکہنے کا انتظام کافی اور دستور اچہا نہ تہا اسلئے اون مین تبدیل و تغیر کا دخل ہوا۔ یہ دخل صرف اون دین کے دشمنون سے بہی ہوا ہے اور بعض دینداروں اور دین کے نادان دوستون سے بہی ہوا ہے۔ اونہون نے کسی مسئلہ حق کی تائید یا حق کی تردید کی غرض سے اپنی طرف کچھ گہٹا بڑہا دیا اور حسبۃ للہ (خدا کے واسطے) حق مین جہوٹ ملایا یا حق کو چہپایا۔

ایک کتاب تاریخ مین جو ۱۸۰۳ء مین بلدہ لنڈن مین مطبع چارلس وُالمین صاحب مین چہپی ہے مذکور ہے کہ "اگلے زمانہ مین لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے سیسے یا لکڑی یا موم وغیرہ کے تختون پر لفظون کے نقش کہدوا کرتے تہے اور پہر سب سے پہلے مصر والے درخت پیپرس کے پتے ان تختون کے بدلے استعمال مین لائے۔ پہر شہر پرگمس مین خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین روئی اور ریشم سے کاغذ تیار ہوا اور تیرہوین صدی مین کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتوین (صدی) مین معلوم ہوتا ہے اور اگلے زمانہ مین کتاب ایک ہی طرف لکہی جاتی تہی اور لپیٹ کر رکہتے تہے اور کہولنے کے وقت بڑی جگہ درکار ہوتی تہی بعد اوس کے مربع ورقون پر دو طرفہ لکہنا شروع ہوا۔ پس اس بات سے واضح ہے کہ نسبت اس زمانہ کے اگلے زمانہ

مین لکھنا - ترجمہ کرنا اور پڑہنا اور کتاب کو حفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہوسکنا خواہ ارادہ بد سے ہو یا اَور سبب سے اوسوقت کی کتابون مین بہت ہی آسان تھا اور خرابیون مذکورہ سبب سے زیادہ توریت اور انجیل مین اس کی قابلیت بلحاظ ملحدون کے تھی" - ایسا ہی اعجاز مین نقل کیا ہے -

ہارن صاحب اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - "ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فریق کے مطلب برآری کے لئے دانستہ کی گئی ہون خواہ وہ فریق دوست ہو یا بدعتی ہو - یہ بات تحقیق ہے کہ اون لوگون نے جو دیندار کہلاتے تھے ارادتاً بعض خرابیان کین - یا تبدیلیان اس دوراندیشی سے کی گئی تھین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اوسکو تقویت ہو - یا جو اعتراض اوس مسئلہ پر ہوتا وہ ہو نہ سکے" - ایسا ہی تبیین الکلام مین ہے -

یہان تلبیسکوئی عیسائی یا کوئی مسلمان اون کا ہم خیال یہانی یہ اعتراض کرے کہ قرآن مجید کو لکھنے کا سامان بھی ابتدا مین ایسا ہی تھا - وہ ہڈیون - پتھرون - اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر لکھا جاتا تھا (چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے) لہذا اسمین بھی تلف و تغیر کا احتمال ہے اور ممکن ہے کہ اس مین اسلام کے دشمنون یا نادان دوستون نے کچھ گھٹا بڑھا دیا ہو -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر قرآن مجید صرف ان ہی چیزون پہ لکھا جاتا اور کوئی دوسرا آلہ یا معیار اسکی حفاظت کا نہوتا - تو اُسکے بعض حصہ کے تلف و تغیر کا احتمال تھا ولیکن وہ پہلے ہی زمانہ مین کاغذون کے صحیفون مین لکھا گیا - جیسا کہ اَور چیزون پر لکھا گیا تھا اور علاوہ بران وہ سینون کے سفینون مین جمع ہوتا رہا - جب سے وہ نازل ہونا شروع ہوا تب سے ہی مسلمانون نے

اُنکو یاد کرنا شروع کر دیا ۔

اسی بخاری مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ مینے کئی اوپر ستر سورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مونہہ (یعنی زبان مبارک) سے یاد کرلی تھین ۔ عاصم کی روایت امین ہے کہ باقی قران آپ کے اصحاب سے اخذ کیا تھا ۔ اور صحیح بخاری مین قتادہ سے مروی ہے کہ مینے انس رضؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین قران کس نے جمع کیا تھا (یعنے حفظ کیا اور لکھ لیا) اونہون نے فرمایا قبیلہ انصار سے چار شخصون ۔ ابی بن کعب اور معاذ بن جبل ۔ زید بن ثابت و ابو زید نے ۔ جس سے اون کی مراد یہ ہے کہ قبیلہ انصار سے بنی خزرج مین چار تھے جنہون نے قران کو حفظ بھی کیا اور لکھ بھی لیا تھا ۔ کیونکہ دوسرے قبائل سے قران مجید کو لکھنے اور یاد کرنے والے اور لوگ بہت ہوئے ہین ۔

عن عبد اللہ قال اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا و سبعین سورۃ ۔ (بخاری ص ۷۴۸)

زاد عاصم عن عبد اللہ واخذت بقیۃ القران عن اصحابہ

(قسطلانی ص ۵۰۹ ج ۷)

عن قتادہ قال سالت انس بن مالک من جمع القران علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ کلہم من الانصار ۔ ابی بن کعب ۔ ومعاذ بن جبل و زید بن ثابت وابو زید ۔

(بخاری ص ۷۴۸)

اِس حدیث کی شرح مین قسطلانی نے کہا ہے کہ صحیح بخاری مین ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ مین اپنے گھر کے صحن مین جسقدر قران مجید نازل ہوچکا تھا نماز مین پڑھا کرتے ۔ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے

وقد صح في البخاري انه بني مسجد
بفنا داره فكان يقرأ القران اي
ما نزل منه اذ ذاك وجمعَ
على القران على ترتيب النزول
وقال ابن عمر فيما رواه النسائي
باسناد صحيح جمعت القران فقرأت
به كل ليلة الحديث وعد ابو عبيدة
القراء من الصحابة من المهاجرين
الخلفاء الاربعة وطلحة وسعدا و
وابن مسعود وحذيفة وسالما و
اباهريرة وعبد الله بن السائب
والعبادلة ، ومن النساء عائشة
وحفصة وام سلمة ولكن بعض
هؤلاء انما اكمله بعده صلم وعند
ابن ابي داود في كتاب الشريعة من
المهاجرين ايضا تميم بن اوس الداري
وعقبه بن عامر ومن الانصار عبادة
بن الصامت وابا حليمة معاذا
ومجمع بن حارثة وفضالة بن عبيد و
مسلمة بن مخلد وممن جمعه ايضا ابو موسى
الاشعري فيما ذكره الداني وعمرو ابن العاص

بھی قران کو ترتیب نزول کے مطابق جمع
کیا تھا - اور ابن عمر سے نسائی نے بسند
صحیح نقل کیا ہے کہ اونھون نے بھی
قرآن جمع کیا تھا - اور ہر شب اوس کو
(نماز مین) پڑہا کرتے - ابو عبید
نے قران کے قاریون مین مہاجرین
سے چارون خلفا - طلحہ - سعد -
ابن مسعود - حذیفہ - سالم - ابوہریرہ
عبداللہ بن السائب اور چارون
عبداللہ اور مستورات سے حضرت
عائشہ وام سلمہ کو شمار کیا ہے - لیکن
ان مین بعض نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد اوس کو پورا
کیا تھا - ابن ابی داود نے کتاب
الشریعۃ مین مہاجرین سے تمیم داری
وعقبہ بن عامر کو بھی شمار کیا ہے
اور انصار سے عبادہ بن صامت
وابو حلیمہ معاذ - مجمع بن حارثہ و
فضالہ بن عبید و مسلمہ بن مخلد
کو بھی شمار کیا ہے - ابو موسی اور
عمرو بن عاص وسعد بن عبادہ وغیرہ

وغیرہ نے جن سب کا شمار شکل ہے جامع قران تھے ۔"	وسعد بن عبادة وبالجملة فيتعذر ضبطهم على ما لا يخفى ۔ (قسطلانی ج۱ ص۵۱۱)

صحیح بخاری مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ستر قاریون (یعنے قران کے حافظون) کو بنی لحیان وغیرہ کی مدد کے لئے انکے ساتھ بھیجا جن کے ساتھ اونہون نے غدر کیا ۔ صحیح بخاری وغیرہ مین زید بن ثابت	عن انس ان رعلا و ذكوان وعصية وبنى لحيان استمدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم على عدو فامدهم بسبعين من الانصار كنا نسميهم القراء فى زمانهم (بخاری ص۵۸۶)

سے روایت ہے کہ عہد صدیقی مین یمامہ کی لڑائی مین لوگ کثرت سے مقتول

ہوے تو حضرت عمر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس قتل مین قران کے قاری یعنے حافظ بھی شامل ہو جائین اور قران کا بہت سا حصہ جاتا رہے ۔ تب اونہون نے حضرت صدیق اکبر سے (جو خلیفۂ وقت تھے) درخواست کی کہ وہ بھی قران کو جو لوگون کے پاس متفرق مکتوب (لکھا ہوا) یا محفوظ (زبانی یاد) ہے ایک جگہہ لکھوا دین ۔ اونہون نے اس کام پر زید بن ثابت کو امور کیا ۔ زید نے شانہ کی ہڈیون پتھرون اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر سے اور	ان زيد بن ثابت قال ارسل الى ابوبكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابوبكر ان عمر اتانى فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القران وانى اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القران وانى ارى ان تامر جمع القران × × × قال زيد قال ابوبكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القران فاجمعه × × ×

فتتبعت القران اجمعه من العسب و اللخاف وصدور الرجال حتی وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع احد غیرہ - لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حتی خاتمة براءة فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاہ الله ثم عند عمر حیاته ثم عند حفصه بنت عمر (بخاری ص ۷۴۶)

حافظون کے سینون سے قران کو اخذ کرکے ایک جگہ جمع کر دیا - اون کے لکھے ہوئے صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین آپ کے پاس رہے - آپ کے بعد (خلافت عمری مین) حضرت عمر کے پاس - آپ کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس"

انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین بہی قرآن سب کا سب لکہا گیا تہا - پر وہ ایک مصحف مین موجودہ ترتیب سے مرتب *

* وانما ترک النبی صلی الله علیه وسلم جمعه فی مصحف واحد لان النسخ کان یرد علی بعضه فلو جمعه ثم رفعت تلاوة بعضه لادی الی الاختلاف والاختلاط فحفظ الله تعالی فی القلوب الی انقضاء زمن النسخ فکان التالیف فی الزمن النبوی والجمع فی الصحف فی زمن الصدیق والنسخ فی المصاحف فی زمن عثمان وقد کان القران کله مکتوبا فی عهده صلی الله علیه وسلم لکنه غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور" (قسطلانی ص ۴۹۷)

قال السفاقسی کان جمع ابی بکر خوف ذهاب شیء من القران بذهاب حملته اذ انه لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لما کثر الاختلاف فی وجوه قرائته حین قرؤا بلغاتهم حتی ادی ذلک الی تخطئة بعضهم بعضا فنسخ تلک الصحف فی

نہ تھا اوس کی سبھی سورتین متفرق اوراق اور ٹکڑون پر لکھی ہوئی تھین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب سورتون کو ایک جگہ اور خاص ترتیب سے اسلئے مرتب نہ کیا تہا کہ آپ کو وحی کا انتظار تھا جس مین نسخ آیات کا بھی احتمال تھا۔

عہد صدیقی مین ان سب سورتون کو یکجا کیا گیا۔ تو سا تون زبان اور محاورات مختلف

مصحف واحد مقتصرا من اللغات علی لغة قریش اذ هی ارجحها۔ (قسطلانی ص ۵۰ ج ۷)

نقل السیوطی ان کتابة القران لیست بمحدثة فانه صلعم کان یامر بکتابته ولکنه کان مفرقا فی الرقاع وغیرها وانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعا وکان ذلک بمنزلة اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیها القران فجمعها جامع وربطها بخیط حتی لا یضیع منها شیٔ (لمعات شرح مشکوہ)

(۱) ان ابن عباس حدثه عن رسول اللہ صلعم قال اقرأنی جبرئیل علی حرف فراجعته فلم ازل استزیده ویزید لی حتی انتهی الی سبعة احرف (بخاری ص ۷۴۶)

عن ابی بن کعب قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فقال یا جبرئیل انی بعثت الی امة امیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریة والرجل الذی لم یقرء کتابا قط قال یا محمد ان القران انزل علی سبعة احرف (جامع ترمذی ص ۱۳۲)

اقوام عرب کو جنمین بعض الفاظ و آیات کو وہ اقوام عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے پڑھتے تھے لیا گیا تھا - خاص قریش کی زبان و محاورات کو جنمین پہلے قرآن نازل ہوا تھا اور آخر اسی کا تقرر حضرت کے فعل اخیر سے ہو گیا تھا مخصوص بہ کتابت نہ کیا تھا -

(۱) حضرت عثمان کے عہد خلافت مین ان الفاظ و آیات کے ان مختلف زبانون و محاورات مین

وقیل سبع اللغات لسبع قبایل من العرب متفرقة فی القران فبعضه بلغة تمیم وبعضه بلغة ازد وربیعة وبعضه بلغة هوازن کذلک سائر اللغات ومعانیها واحدة - قسطلانی صفحه ۵۰ ج ۷)

وقال ابن الجزری تتبعت القران صحیحها وشاذها وضعیفها ومنکرها فاذا هی ترجع الی سبعة اوجه من الاختلاف لا تخرج عن ذلک وذلک اما فی الحرکات بلا تغیر فی المعنی والصورة نحو البخل ویحسب بوجهین ام بتغیر فی المعنی فقط نحو فتلقی ادم من ربه کلمات و ادکر بعد امة واما فی الحروف بتغیر المعنی لا الصورة نحو تبلو وتتلو وننجیک ببدنک وننحیک اوبالعکس ذلک نحو بسطة وبصطة او بتغیرهما نحو اشد منکم ومنهم ویاتل ویتال وفامضوا الی ذکر الله واما فی التقدیم والتاخیر نحو فیقتلون ویقتلون وجاءت سکرة الحق بالموت او فی الزیادة والنقصان نحو اوصی ووصی والذکر والانثی (قسطلانی صفحه ۲۰)

(۲) ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیة واذربیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة

پڑھے جانے کے سبب مسلمانوں میں اختلاف واقع ہوا اور ایک نے دوسرے کو اپنے محاورہ کی مخالفت کے سبب جھوٹا کہنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے صرف ایک زبان و محاورہ قریش پر (جس میں پہلے نزول قران ہوا تھا اور اسی پر آخر استقرار ہوا) (۱) سبھی مسلمانوں کو متفق کرنا اور دوسرے محاورات کے استعمال کو

اختلافهم في القرآة فقال حذيفة لعثمن يا امير المؤمنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمان الى حفصة ان ارسلي الينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليك فارسلت الى عثمان فامر زيد بن ثابت وعبد الله ابن الزبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف وقال عثمان للرهط القرشيين الثلثة اذا اختلفتم انتم وزيد بن ثابت في شيء من القران فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمن الصحف الى حفصة وارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سوا من القران في كل صحيفة او مصحف ان يحرق قال ابن شهاب واخبرني خارجة بن زيد بن ثابت سمع زيد بن ثابت قال فقدت اية من الاحزاب حين نسخنا المصحف قد كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقراها فالتمسناها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الانصاري من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فالحقناها في سورتها في المصحف (بخاری ص ۷۴۶)

(۱) واختلف هل كانت العرضة الاخيرة بجميع الاحرف السبعة او بحرف واحد منها وعلى الثاني فهل هو الحرف الذي جمع عليه عثمان الناس

بحرف اختلاف موقوف کرنا چاہا - تو اونہی صحیفون کو حضرت حفصہ کے پاس سے منگوا لیا اور قران کے حافظون اور ماہرون سے چار شخصون کو جن مین بعض نزول قران کے وقت انحضرت صلعم کے کاتب قران تہے حکم دیا کہ جن الفاظ و آیات کے محاورہ عربی مین اختلاف واقع نہو اون کو قریش کی زبان لکہو - اونہون نے ہر ایک آیت پر تحریری شہادتون کے علاوہ متعدد ※ لوگون کی زبانی اور یادداشت

اوغیرہ فعند احمد وغیرہ من طریق عبیدۃ السلمانی ان الذی جمع علیه عثمان الناس موافق للعرضة الاخیرة ونحوہ عند الحاکم من حدیث سمرة واسنادہ حسن وقد صححه هو" (قسطلانی ص ۵۰۸ ج ۷)

※ وعن ابی العالیة عن ابی بن کعب عند عبد الله ابن الامام احمد انہم جمعوا القران فی المصاحف فی خلافة ابی بکر وکان رجال یکتبون ویملی علیہم ابی بن کعب فلما انتہوا الی هذه الایة ثم انصرفوا صرف الله قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون وظنوا ان هذا اخر ما نزل من القران فقال لهم ابی بن کعب ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اقرانی بعدها آیتین لقد جاءکم رسول من انفسکم الی وهو رب العرش العظیم وعند احمد قال اتی الحرث بن خزیمة بهاتین الاتیین لقد جاءکم رسول الی عمر بن الخطاب فقال من معك علی هذا قال لا ادری والله انی اشهد لسمعتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم ووعیتها وحفظتها فقال عمر وانا اشهد لسمعتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم

(قسطلانی ص ۱۸۳ ج ۷) ←